



کوہاٹ ملک

مرزا غلام احمد صاحب قادریانی کی زبان سے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو ہیں آمیز کلمات

حافظ ۷۶ خان
ابن شرور عبدالرحمن شاہزادی
ابوالشہید مظفر گڑھی
خلیفہ مجاز سینہ نہیں اُسی نی دامت برکاتہم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمة

زیر نظر رسالہ ایک تاریخی المیہ کی دروناک داستان ہے کہ مرزا صاحب نے جب سے اصلاح و تجدید دین کے نام پر قلم اٹھایا، اپنے مخاطبین کو وہ گالیاں دیں کہ دنیا بھر کی تاریخ میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی اُس دور کی مثال نہیں مل سکتی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو گالیاں دینے کا خاص چسکا تھا۔ اگرچہ مرزا صاحب کے قلم خونخوار سے نہ کوئی نبی، نہ صحابی، نہ اہل بیت، نہ علماء اور بزرگان امت بچا، مگر عجیب بجوبہ یہ ہے کہ مرزا صاحب جس (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مثيل ہونے کے مدعی تھے، اس کو مرزا صاحب نے منہ بھر کر گالیاں دیں کہ یہودی بھی کان میں الگلیاں دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ مرزا صاحب کی تحریرات اس قدر متغیر تھیں کہ میں ناک پر کپڑا رکھے بغیر ان کو پڑھنہیں سکا، اور آپ بھی یقیناً یہ تختی اور تغیر محسوس کریں گے۔

زیر نظر رسالہ پہلا حصہ ہے جس میں مرزا صاحب کے ”گلستان نبوت“ سے چند گلدستے آپ کے دماغ کی عطر بیزی کے لیے جمع کردیے ہیں۔ دوسرے حصہ میں ان عبارات کے متعلق عذر گناہ بدتراز گناہ کا مکمل پوست مارٹم کیا گیا ہے اور الزامی اور تحقیقی جواب سے مزین کیا ہے۔ اس رسالہ میں یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے صفحات میں حضرت عیسیٰ علیہ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق قرآنی تعلیمات اور اسلامی نقطہ نگاہ کیوضاحت ہے اور اس کے بعد اگلے صفحات پر مرزا صاحب کے عقائد قرآن شریف سے انحراف اور توہین مسیح کی عبارتیں درج ہیں جو اس کی اپنی کتابوں سے بقید صفحہ ہیں۔ حوالے خود اصل کتابوں سے درج کیے گئے ہیں۔ ان میں خیانت ثابت کرنے والوں کو فی حوالہ ایک لاکھ روپے انعام دیا جائے گا۔ اب مطالعہ کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ یہ بازاری گالیاں نبی تو ایک طرف، عام آدمی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایک غیر شریف انسان کے قلم سے بھی نہیں نکل سکتیں۔

حضرت مریم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنی آیات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا آدم اور نوح علیہما السلام کو اور ابراہیم علیہ السلام کے گھر کو اور عمران یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا کے گھر کو سارے جہاں سے جو اولاد ہے ایک دوسرے کی اور اللہ سنئے والا اور جانے والا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى ادَمَ وَنُوحاً وَالْأَبْرَاهِيمَ وَالْعِمَّارَ عَلٰى الْعَالَمِينَ ۝
ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ طَوَّالٌ
سَمِيعٌ عَلِيهِمْ ۝
(سورہ آل عمران آیت 33-34 پارہ 3)

خلاصہ: یعنی سب کی دعاویں کو سنتا، اور سب کے ظاہری و باطنی احوال و استعداد کو جانتا ہے۔ لہذا یہ وہم نہ کرنا چاہیے کہ کیف مَا اتَّفَقَ انتخاب کر لیا ہو گا۔ وہاں کا ہر کام پورے علم و حکمت پر ہنی ہے۔

ترجمہ: جب کہا عمران کی بیوی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی نے کہاے رب میں نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ سب سے آزاد رکھ، سو تو مجھ سے قبول کر بیشک تو ہی ہے اصل سنئے جانے والا۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأُثُ عِمْرَانَ رَبِّيْنِي
نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِيْ مُحَرَّرًا
فَقَبَّلَ مِنِّيْ إِنْكَ أَنْتَ السَّمِيعُ
الْعَلِيِّيْمُ ۝
(سورہ آل عمران آیت 35 پارہ 3)

خلاصہ: حضرت عمران کی بیوی، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی حشہ بنت فاقوذ اس نے اپنے زمانہ کے رواج کے موافق مثبت مانی تھی کہ خداوند! جو بچہ میرے پیٹ میں ہے، میں اسے تیرے نام پر آزاد کرتی ہوں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تمام دنیاوی مشاغل اور قید نکاح وغیرہ سے آزاد رکھ کر ہمیشہ خدا کی عبادت اور کلیسا کی خدمت میں لگا رہے گا۔ اے اللہ! تو اپنی مہربانی سے میری نذر کو قبول فرمائو۔ تو میری عرض کو سنتا اور میری نیت اور اخلاص کو جانتا ہے گویا لطیف طرز میں استدعا ہوئی کہ لڑکا پیدا ہو کیونکہ لڑکیاں اس خدمت کے لئے قبول نہیں کی جاتی تھیں۔

ترجمہ: پھر جب اس کو جنا، بولی اے رب میں نے اس کو لڑکی جنی۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتِ رَبِّيْنِي وَضَعَتْهَا
اُنْثِي ۝
(سورہ آل عمران آیت 36 پارہ 3)

خلاصہ: یہ حضرت وافسوس سے کہا کیونکہ خلاف توقع پیش آیا اور لڑکی قبول کرنے کا دستور نہ تھا۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَثُ وَلَيْسَ الدُّكُرُ
كَالْأَنْثَى ۝

(سورہ آل عمران آیت 36 پارہ 3)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو کچھ اس
نے جتنا، اور بیٹا نہ ہوتا جیسی بیٹی۔

خلاصہ: یہ درمیان میں بطور جملہ مفترضہ حق تعالیٰ کا کلام ہے، یعنی اسے معلوم نہیں کیا چیز جنی۔ اس لڑکی کی قدر و قیمت کو خدا ہی جانتا ہے۔ جس طرح کے بیٹی کی اسے خواہش تھی، وہ اس بیٹی کو کہاں پہنچ سکتا تھا۔ یہ بیٹی بذاتِ خود مبارک و مسعود ہے اور اس کے وجود ہیں۔ ایک عظیم الشان مبارک و مسعود بیٹی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود ہے۔

وَإِنَّى سَمِّيَتُهَا مَرِيمَ وَإِنَّى أَعْيَدُهَا بَكَ
وَذُرِّيَّتُهَا مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ ۝

(سورہ آل عمران آیت 36 پارہ 3)

ترجمہ: اور میں نے اس کا نام رکھا مریم، اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردوں سے۔

ترجمہ: پھر قبول کیا اس کو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول اور بڑھایا اس کو اچھی طرح بڑھانا اور سپرد کی زکر یا علیہ السلام کے۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَوْلٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا
حَسَنًا وَكَفَلَهَا رَأْكَرِيًّا.

(سورہ آل عمران آیت 37 پارہ 3)

خلاصہ: یعنی گولڑکی تھی مگر حق تعالیٰ نے لڑکے سے بڑھ کر اسے قبول فرمایا۔ اور بیت المقدس کے مجاورین کے دلوں میں ڈال دیا کہ عام دستور کے خلاف لڑکی کو قبول کر لیں۔ اور ویسے بھی مریم علیہ السلام کو قبول صورت بنا�ا اور اپنے مقبول بندہ حضرت زکر یا علیہ السلام جو کہ مریم علیہ السلام کے خالوں لگتے تھے کے سپرد کیا۔ اور اپنی بارگاہ میں حسن قبول سے سرفراز کیا۔ جسمانی، روحانی، علمی، اخلاقی ہر حیثیت سے غیر معمولی بڑھایا۔ مجاورین میں اس کی پروش کے متعلق جب اختلاف ہوا تو یہ اختلاف مشتعل جھگڑے کی شکل اختیار کر گیا کیونکہ ہر ایک مجاور کی یہ تمنا تھی کہ مریم میری تربیت میں رہے، چنانچہ قرعہ اندازی کی نوبت آئی تو اللہ تعالیٰ نے قرعہ اندازی میں قرعہ انتخاب حضرت زکر یا علیہ السلام کے نام نکال دیا، تاکہ لڑکی اپنی خالہ کی آغوش تربیت میں تربیت پائے۔ اور حضرت زکر یا علیہ السلام کے علم و دیانت سے مستفید ہو۔ جب مریم علیہ السلام سیانی ہوئی تو مسجد کے پاس ان کے لیے ایک جگہ مخصوص کر دیا۔ مریم وہاں دن بھر عبادت میں مشغول رہتی اور رات اپنی خالہ کے پاس گزارتی۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَا الْمُحَوَّبُ
وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا.

(سورہ آل عمران آیت 37 پارہ 3)

خلاصہ: کہتے ہیں مریم کے پاس بے موسم میوے آتے، گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمی میں، اب کھلم کھلا مریم کی برکات و کرامات اور غیر معمولی نشانات ظاہر ہونے شروع ہوئے جن کا بار بار مشاہدہ ہونے پر حضرت زکریا علیہ السلام سے نہ رہا گیا اور ازراہ تجھب پوچھنے لگے:

ترجمہ: اے مریم! کہاں سے آیا تیرے پاس یہ؟
وہ کہنے لگی یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے۔ اللہ
تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

فَالْيَامَرِيمُ إِنِّي لَكِ هَذَا قَالَ ثُمَّ هُوَ مِنْ
عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ
بِغَيْرِ حِسَابٍ.

(سورہ آل عمران آیت 37 پارہ 3)

ترجمہ: اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اور ستر اہنایا، اور پسند
کیا تجوہ کو سب جہان کی عورتوں پر (اپنے زمانہ
میں)۔

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلِئَكَةُ يَمْرِيمُ إِنَّ اللَّهَ
أَصْطَفَكِ وَطَهَرَكَ وَأَصْطَفَكِ عَلَىٰ
نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ۝

(سورہ آل عمران آیت 42 پارہ 3)

نحو: جب حضرت مریم علیہ السلام ناجائز تعلق سے پاک و امن رہتے ہوئے بغیر شادی کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: پھر لائی اس کو اپنے لوگوں کے پاس گود میں، وہ اس کو کہنے لگے اے مریم! تو نے کی یہ چیز طوفان کی۔

فَأَئُثْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ فَأَلْوَا يَمْرِيمُ لَقَدْ
جِئْتَ شَيْئًا فَرِيًّا.

(سورہ مریم آیت 27 پارہ 16)

خلاصہ: یعنی بچہ جنتے ہی پہلے دن اسے گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے سامنے آئی تو لوگ دیکھ کر ششدہ رہ گئے۔ کہنے لگے! مریم تو نے غصب کر دیا۔ اس سے زیادہ جھوٹ غصب طوفان کی چیز اور کیا ہوگی کہ ایک لڑکی کنواری رہتے ہوئے بچہ جنتے اور اس پر مزید ظلم یہ کہ وہی لڑکی زہد اور تقویٰ میں اپنی مثل نہ رکھتی ہو۔ چنانچہ پہلے زمانہ میں ہارون نامی ایک شخص زہد اور تقویٰ میں اپنا مثل نہیں رکھتا تھا۔ اس کی نیکی کا یہ عالم تھا کہ پاک دامنی

زہد و تقویٰ کے متعلق قوم کو صرف حسنِ ظن ہی نہیں تھا بلکہ علم یقین رکھتے تھے۔

لیکن یہ دیکھ کر کہ مریم علیہ السلام نے کنواری رہتے ہوئے بچہ جنم تو فطرتی طور پر انہیں یہ بدگمانی ہوئی اور کہنے لگے اے مریم تو نے تو غضب کر دیا۔ اب ظاہر ہے کہ مریم علیہ السلام لاکھ قسمیں کھاتی مگر کون یقین کرتا۔ سو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت کاملہ سے گویا کر دیا۔ قوم نے جب پہلے ہی دن کے بچہ کو خرق عادت مجذہ نہ طور پر کلام کرتے ہوئے دیکھا تو ساری بدگمانی جاتی رہی اور سب لوگ مطمئن ہو گئے۔

یہ وہ خاندان ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مبارک میں باہم طور فرمایا ہے:

بَشَّكَ اللَّهُ تَعَالَى نَّفْسَكَ يَأْدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَاوَرُثَوْجَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَاوَرَابِرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَهْرَانَ نَّكَوَا
(سورہ آل عمران آیت 33 پارہ 3) عمران یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا کے گھرانے
کو سارے جہاں سے۔

إِنَّ اللَّهَ أَصْطَلَفَ إِدَمَ وَنُوحاً وَآلَ
إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَلَمِينَ.

ترجمہ: اور والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولی ہے۔

وَآمَةٌ صِدِيقَةٌ

اور مریم عمران کی بیٹی جس نے اپنی عصمت کی اور اپنے آپ کو بدکاری سے بچائے رکھا۔

وَمَرِيمَ ابْنَتُ عِمْرَانَ الَّتِي أَخْصَنْتُ
فَرَجَهَا (سورہ تحریم آیت 12 پارہ 28)

یوں ہی اپنے پیارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(عیسیٰ علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے مقریبین اور نیک بخت بندوں میں سے ہیں اور وہ لوگوں سے باتیں کرے گا جبکہ ماں کی گود میں ہو گا اور جبکہ پوری عمر میں ہو گا اور وہ نیک بختوں میں سے ہے۔

وَجِئْهَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمِنَ
الْمُقْرَبِينَ ۝ وَنِكْلِمُ النَّاسَ فِي الْمَهَدِ
وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ.

(سورہ آل عمران آیت 45-46 پارہ 3)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزا صاحب کی نظر میں

قارئین کرام! آپ نے سابقہ آیات سے اندازہ لگایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے نانا عمران علیہ السلام اور آپ کی نانی صاحبہ اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہ السلام کا کتنا بڑا مقام اور مرتبہ ہے۔ اب اگلے صفحات میں مدعاً ثبوت مرزا صاحب نے اسی خاندان کے متعلق گوہرا فشانی

کرتے ہوئے جن بازاری گالیوں سے نوازا ہے، ایسی گندی گالیاں ایک نبوت کا دعویٰ کرنے والا تو کجا کہینے سے کہینہ انسان بھی کہینے سے کہینے آدمی کو ایسی ننگی گالیاں دیتے ہوئے شرما جائے جو گالیاں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام اور آپ کی نانی صاحبہ کو دی ہیں۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے:

آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنان کارا درکبی عورتیں تھیں۔ (نعواذ بالله من ذالک)

(انجام آنحضرت صفحہ 291 مندرجہ روحانی خزانہ جلد 11، صفحہ 291 از مرزا صاحب)

مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تین نکاح سے روکا اور پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا، گلوگ اعتراف کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تورات، عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں نا حق توڑا گیا اور تعدادِ ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار (ترکمان) کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آؤے، میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبور یاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابلِ رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔

(کشتی نوح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزانہ جلد 19 صفحہ 18 از مرزا غلام احمد صاحب)

جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تو تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار (ترکمان) سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا، وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔

(چشمہ مسیحی صفحہ 23-24 روحانی خزانہ جلد 20 صفحہ 355-356 از مرزا صاحب)

یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کے چار بھائی اور دو بھنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بھنیں تھیں، یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔

(کشتی نوح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزانہ جلد 19 صفحہ 18 از مرزا غلام احمد صاحب)

حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانیں سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے۔ جس کو برائیں مانتے بلکہ بھی شخصی میں بات کو ظال دیتے ہیں۔ کیونکہ یہودی طرح یہ لوگ ناطے کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔

(ایام صفحہ 300 مندرجہ روحانی خزانہ جلد 14 صفحہ 300 از مرزا صاحب)

احمدی دوستوا مذکورہ بالاحوالہ جات عربی نہیں مُتوفیک و رَافعَک کی علمی بحث نہیں، بلکہ اردو کی صاف عبارتیں ہیں۔ پاک و ہند میں لاکھوں غیر مسلم اور دوچانے والے موجود ہیں۔ ان کو دکھالو اور ان سے فیصلہ کرو کہ ان عبارات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ثابت ہوتے ہیں یا نہیں۔

مندرجہ بالاحوالہ جات کے پیش نظر حسب ذیل سوالوں کا تمہارے پاس کیا جواب ہے؟

(1) کیا یوسف نجارتائی کوئی شخص نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ تھا؟

(2) کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی بھائی ہیں تھیں؟

(3) کیا قرآن شریف کی کوئی آیت یا صحیح حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ حضرت مریم صدیقہ کا نکاح یوسف نجار سے ہوا تھا اور اس سے حضرت مریم علیہ السلام کی اولاد ہوئی تھی؟

(4) حضرت مریم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بتول (کنواری) رہنے کا جو عہد کیا تھا اس عہد کی خلاف درزی کر کے مریم کامل مومنہ رہیں یا نہ؟

(5) کیا حضرت مریم علیہ السلام کو حمل پہلے ہوا تھا اور نکاح بعد میں؟ کس مستند اور غیر محرف کتاب میں یہ واقعہ لکھا تھا؟

(6) حضرت مسیح علیہ السلام کے باپ کا ذکر کر کے مرزا صاحب نے یہودیوں کی ہمتوانی کی ہے یا نہیں؟

(7) حضرت مریم علیہ السلام کی مجبوریوں کا ذکر قرآن شریف کی کسی آیت میں یا کسی حدیث شریف میں ہے؟

(8) کس کتاب میں لکھا ہے کہ بعض سرحدی پٹھان قبیلوں کی لڑکیاں نکاح سے پہلے اپنے منسوبوں سے حاملہ ہو جاتی ہیں اور کتاب کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(9) حضرت مریم علیہ السلام کا نکاح سے پہلے اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ اختلاط کا کیا مفہوم ہے، قبل از نکاح اپنے منسوبوں سے حاملہ ہونے والی لڑکیوں کے ساتھ حضرت مریم علیہ السلام کو تشبیہ دینے سے کیا تمہارے نبی مرزا صاحب کی یہ غرض نہ تھی کہ انہیں لڑکیوں کی طرح معاذ اللہ حضرت مریم حاملہ ہوئیں؟

مرزا صاحب کی عبارت کا صاف مفہوم یہ ہے۔

- (1) حضرت مریم علیہا السلام اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ قبل از نکاح اختلاط کرتی تھی اور اس کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگایا کرتی تھی اور پٹھانوں کے بعض قائل کی لڑکیوں کی طرح (نعواز باللہ) نکاح سے پہلے حاملہ ہوئیں۔
- (2) مریم (نعواز باللہ) کامل ایماندار نہ تھی کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کنواری رہنے کا جو عہد کیا تھا لیکن نکاح کر کے اپنے عہد کی خلاف ورزی کی اور نکاح بھی ایام حمل میں کیا، جو موسوی شریعت میں ناجائز تھا۔
- (3) موسوی شریعت کی روز سے یہودیوں میں ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی ناجائز تھی۔ اس لیے حضرت مریم علیہا السلام کی یوسف نجار سے نسبت اور نکاح ناجائز ہوئے الہذا (معاذ اللہ) حسب تصریح مرزا صاحب، حضرت مریم علیہا السلام کے چار بیٹوں اور دو بیٹیوں کی پیدائش بھی ناجائز تھی۔
- (4) حضرت مریم علیہا السلام کا ناجائز نکاح بزرگانِ قوم نے اس مجبوری کی وجہ سے کیا تھا کہ وہ حاملہ ہو گئی تھی۔
- (5) نکاح سے پہلے کا حمل یوسف نجار کا ہی تھا کیونکہ یوسف نجار سے حضرت مریم علیہا السلام کی جواہار پیدا ہوئی، مرزا صاحب انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی اور حقیقی بھینیں قرار دیتا ہے۔ حقیقی بھائی بہن وہ ہوتے ہیں جو ایک ماں باپ سے ہوں۔ اگر ماں ایک اور باپ مختلف ہوں تو ایسے بہن بھائی اخیاں کہلاتے ہیں اور اگر باپ ایک اور ماں میں الگ ہوں تو انہیں علاقی کہا جاتا ہے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

ایک اور اعتراض ہے جو ہم (یعنی مرزا صاحب) نے کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ یسوع (علیہ السلام) کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ موروثی اور کسی گناہ سے پاک ہے حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ عیسائی خود مانتے ہیں کہ یسوع نے اپنا گوشت و پوست تمام اپنی والدہ سے پایا تھا اور وہ گناہ سے پاک نہ تھی۔

(کتاب البر یہ صفحہ 77، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 13 صفحہ 177 از مرزا غلام احمد صاحب)

ایک شرپر مکار نے جس میں سراسر یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی روح تھی، لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا اور دہلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے گا۔

(انجام آنکھم در حاشیہ 289، مندرجہ روحانی خزانہ صفحہ 289 جلد 11 از مرزا صاحب)

ہاں آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینی اور بذریانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر ٹکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

(انجام آخر صفحہ 289، در حاشیہ، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 11 صفحہ 289 از مرزا صاحب)

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انہیں کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھ لایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمدت کہو۔ مگر خود اس قدر بذریانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا۔ اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو تخت سخت گالیاں دیں اور بُرے بُرے ان کے نام رکھے۔

(چشمہ سمجھی صفحہ 14، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 20 صفحہ 346 از مرزا غلام احمد صاحب)

آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے ہاتھ میں سوا مکرا اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

(انجام آخر صفحہ 291، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 11 صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب)

آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا تجربیوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان تجربی کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(انجام آخر صفحہ 291 در حاشیہ، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 11، از مرزا غلام احمد صاحب)

میرے نزدیک مسیح (علیہ السلام) شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔

(بحوالہ رویو جلد نمبر 1 صفحہ 124، 1902ء، بیان مرزا غلام احمد صاحب)

پورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔

(کشتی نوح صفحہ 71، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 19 از مرزا غلام احمد صاحب)

ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضاائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ تھٹھا کر کے پیشہ کہیں کہ پہلا مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

(شیم دعوت 74-75، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 19 صفحہ 434-435 از مرزا صاحب)

یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کب تک ان کے حال کو رو دیں۔ کیا مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں نشگہ سراس سے مل کر پیٹھتی اور نہایت ناز و نخرہ سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر ماش کرتی۔ اگر یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کا دل بد خیالات سے پاک ہوتا توہ ایک کبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا مگر ایسے لوگ جن کو حرام کا رعور توں کے چھونے سے مزہ آتا ہے وہ ایسے نفسانی موقع پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سناتے۔ دیکھو یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں، مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترش روئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے، تو نندوں کی طرح اعتراض کو باتوں میں ثال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجھی بڑی اخلاص مند ہے۔ ایسا اخلاص تو تجھے میں بھی نہیں پایا گیا۔ سبحان اللہ یہ کیا عمدہ جواب ہے۔

یسوع صاحب (عیسیٰ علیہ السلام) ایک زنا کار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے دعویٰ خدائی کا اور کام ایسے۔ بھلا جو شخص ہر وقت شراب سے مست رہتا ہے اور کنجھروں سے میل جوں رکھتا ہے اور کھانے میں ایسا اول نمبر کا جو لوگوں میں یہ اس کا نام ہی پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے۔ کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک کنجھی خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے، کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے، کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنا اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں، اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھٹک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت، اور پھر مجردا اور ایک خوبصورت کبی عورت سامنے پڑی ہے اور جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے؟ اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسی کے چھونے سے یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی؟ افسوس کہ یسوع (عیسیٰ علیہ

السلام) کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کم جنت زانیہ کے چھوٹے سے اور ناز وادا کرنے سے کیا کچھ لفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کے منہ سے یہ بھی نہ لکلا، اے حرام کا رعورت مجھ سے ڈورہ۔

(الوار القرآن نمبر 2 صفحہ 73-74، روحانی خزانہ صفحہ 449-448 جلد 9 از مرزا صاحب)

مسیح (علیہ السلام) کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی..... بلکہ یحیٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنائیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھووا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن شریف میں یحیٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصہ اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

(دافع البلاء صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 18 صفحہ 220 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو کسی خطاب سے نوازتے ہیں تو کسی کو کوئی خطاب عطا فرماتے ہیں مثلاً آدم اور داؤ علیہما السلام، دونوں کو خلیفۃ اللہ کا خطاب دیا تو حضرت نوح علیہ السلام کو عبداً شکوراً کے خطاب سے نوازا۔ حضرت ابراہیم اور ادریس علیہما السلام کو صدیق، اور ابراہیم علیہ السلام کو صدیق کے ساتھ حنیف اور خلیل کے خطاب سے یاد فرمایا، تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حلیم اور صادق ال وعد کے خطاب سے شرف بخشنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخلص اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو نعم العبد اور حضرت ایوب علیہ السلام کو نعم العبد کے ساتھ صابر کا خطاب بھی عطا فرمایا۔ علی ہذا اگر یحیٰ علیہ السلام کو سید اور حصور کا خطاب بخشنا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ”اید ناہ بروح القدس اور روح اللہ کا خطاب مرحمت فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً کا خطاب دے کر آپ کا مرتبہ بلند فرمایا تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں حصور نہیں رکھا تو اس کی وہی وجہ ہے جو مرزا صاحب نے بیان کی ہے اور اگر واقعی وہی وجہ ہے جو جناب مرزا صاحب نے بیان فرمائی ہے تو جناب مرزا صاحب نے بھی اپنے کئی نام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں الہام ہوئے ہیں بیان فرمائے ہیں اور وہ ننانوے ہیں، مثلاً آریوں کا پادشاہ (1) کرشن (2) رو در گو پال (3) برہمن او تار (4) امین الملک (5) جے سنگھ بہادر۔ علاوہ ازیں اور بھی جتنے نام ہیں ان میں حصور نام نہیں ہے تو کیا اس کی وجہ بھی وہی ہے جو عند المرزا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے حصور نام نہ رکھنے کی تھی؟ کیا کوئی احمدی دوست مرزا صاحب کو اسی قماش کا انسان تصور کرنے کے واسطے تیار ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزا صاحب کے نزدیک تھے؟ اور پھر اس ضرب سے تو نعوذ باللہ من ذا لک باقی انبیاء علیہم السلام بھی محفوظ نہیں رہتے کیونکہ سوائے حضرت یحیٰ علیہ السلام کے کسی نبی کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حصور نہیں رکھا۔ مرزا صاحب کو اگر باقی انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا پاس نہیں تھا تو کم از کم اتنا سمجھ میں آ جاتا کہ میری اس پیان کردہ وجہ سے خود میری اپنی ذات کہاں تک محفوظ رہے گی۔

اے چشمِ اشک بار ذرا دیکھ تو سہی یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیراہی گھر نہ ہو

نااظرین کرام: آپ گذشتہ سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ جہاں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور عیوب شمار کیے ہیں، وہاں آپ کی بسیار خوری کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: یسوع مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کھانے میں ایسا اول نمبر کا تھا جو لوگوں میں یہ نام ہی پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آئینہ میں اپنا منہ نظر آتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے:

المر ایقیس علی نفسہ چنانچہ مرزا صاحب خود کھانے پینے کے معاملہ میں صفا اول میں تھے۔ میں اپنے دعویٰ کی دلیل میں مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے قادیان کی عبارت لقل کرتا ہوں ملاحظہ فرماویں:

مرزا صاحب کے هر فویبات:

بیان کیا مجھ کو عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنوں سے پانی نکلا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پینتے تھے، اور مٹی کے تازہ ٹنڈیا تازہ آب خورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبد اللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کر ارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹھلتے ٹھلتے کھایا کرتے تھے۔ اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا..... گوشت کی خوب بھجنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 181 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا..... فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبد الرحیم صاحب نو مسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کو فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بیرونی کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا..... مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھا لیتے تھے، سالن ہو یا بھنا ہوا، کباب ہو یا پلاو، مگر اکثر ایک ران پر ہی گذارہ کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی..... پلاو بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ زرم اور گداز اور گلے گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوالیا کرتے تھے مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب، مرغ، پلاو یا

انڈے اور اسی طرح فریشی..... دودھ، بالائی، مکھن، بادام روغن تک صرف قوت کے قیام اور ضعف دور کرنے کو استعمال فرماتے تھے۔۔۔ میوہ جات آپ کو پسند تھے۔۔۔ پسندیدہ میووں میں سے آپ کو انگور، بمبیٹی کا کیلا، نا گپوری سنگتھرے، سیب، سردے، سردلی آم زیادہ پسند تھے۔ باقی میوے بھی گاہے مانے جو آتے رہتے تھے کھالیا کرتے تھے۔ برف اور سوڈا الیمو نیڈ جنگرو غیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے بلکہ شدت گرمی میں برف بھی امر ترا لاحور سے خود منگوالیا کرتے تھے۔ بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پر ہیز نہ تھا۔ نہ اس بات کی پر چول تھی کہ ہندوؤں کی ساختہ ہے یا مسلمان کی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ 132 تا 135 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

پرندہ کا گوشت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ محالی کا گوشت بھی حضرت صاحب کو پسند تھا خاکسار نے پوچھا۔ کہ کیا آپ کو دودھ ہضم ہو جاتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا ہضم تو نہیں ہوتا تھا لیکن پی لیتے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 50 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

سب کچھ پسند تھا۔ اگر پسند نہ تھی تو صرف بیچاری دال (از مؤلف)۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ حضرت صاحب باہر مہماںوں میں بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے اور ابتداء میں بعض دفعہ آپ کے ساتھ ایک آدمی ہوتا تھا اور بعض دفعہ دو اور بعض دفعہ چھ سات آدمی ہوتے تھے۔ آخر ہوتے ہوتے یہ تعداد پندرہ بیس تک جا پہنچی تو آپ نے کھانا باہر مہماںوں کے ساتھ کھانا چھوڑ دیا۔۔۔ پھر یہ بات نہ رہی اور آپ نے گھر میں بیٹھ کر کھانا شروع کر دیا۔

(بشير الدین محمود احمد کا اپیان اخبار "الفضل"، جلد 34، نمبر 300، مورخہ 5 دسمبر 1946ء)

ہم بہت شکر گزار ہوں گے، اگر کوئی احمدی احباب اس پر روشنی ڈالیں کہ آخر کیا مجبوری پیش آگئی تھی کہ مرزا صاحب نے اپنی اس عادت کو تبدیل فرمایا۔

نااظرین کرام! مرزا صاحب نے جواز امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے ہیں، وہ گذشتہ سطروں میں آپ ملاحظہ فرمائچے ہیں۔ دوبارہ یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں صرف خلاصہ عرض کیے دیتا ہوں کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شرایبی تھے۔ اور تجربوں سے میلان اور صحبت بھی آپ رکھتے تھے۔ حرام کار عورت کے چھونے سے آپ کی شہوت نے جنبش کی تھی۔ ایک تجربی بغل میں بیٹھی گود میں تماشہ کرتی رہی اور آپ اس حالت میں وجد میں بیٹھے رہے۔ ایک بے تعلق جوان عورت آپ کی خدمت کرتی تھی وغیرہ وغیرہ۔

اگر کوئی احمدی دوست قرآن شریف اور حدیث شریف کی اور بائبل سے کھلی مجلس میں یہ الزامات ثابت کر دے

تو میں دس ہزار روپے انعام دوں گا۔

مرزا صاحب کی خدمت نام حرم مستورات کے سپرد تھی۔

هل من مبارز

اسٹیشن کی سیکونڈ:

بیان کیا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دریچی آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹھلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشی تھی میرے پاس آئے کہنے لگے بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ وہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا چاوے..... حضرت صاحب نے فرمایا! جاؤ جی! میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی عبدالکریم صاحب مریض ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 63 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

چھل قدمی:

مرزا صاحب فرماتے ہیں، میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لیے چھل قدمی مفید ہے۔ ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں اور پردے کا پورا التزام ہوتا ہے۔ خادم عورتوں سے مراد خدمت گار عورتیں ہیں، جو پندرہ سو لہ عورتیں ہیں۔

(کتاب منظور الہی صفحہ 244 مطبوعہ قادیانی، از پابو منظور الہی قادیانی)

دوکنواری لڑکیاں:

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد کپور تھلوی صاحب کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور ان کو دوسرا بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دوڑ کیاں رہتی ہیں ان کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہے اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب اندر گئے اور ان دوڑ کیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا۔ اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں۔ آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا۔ اور اس کے بعد میاں ظفر احمد سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کون سی لڑکی پسند ہے؟ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے اس لیے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے کہا حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ

خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے (مرزا کی طرح) وہ پیاری وغیرہ کے بعد عموماً بد نما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے۔ اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 259 از صاحبزادہ بشیر)

قہوہ پلانا:

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے مجھ کو اپنا بچا ہوا قہوہ دیا۔ اور فرمایا: زینب یہ پی لو۔ میں نے عرض کی حضور یہ گرم ہے اور مجھ کو ہمیشہ اس سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے۔ تم پی لو کچھ نقصان نہیں ہو گا۔ میں نے پی لیا۔

(سیرۃ المہدی صفحہ 266 جلد 3 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

کھانا کھلانے والی:

بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش مولوی صاحب نے، کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ جو عورت والد صاحب کو کھانا دینے جاتی تھی، وہ بعض اوقات واپس آ کر کہتی تھی میاں ان کو یعنی حضرت صاحب کو کیا ہوش، یا کتابیں ہیں اور یادو ہیں۔ (سیرۃ المہدی اول صفحہ 234 از صاحبزادہ مرزا بشیر)

(نوٹ) کتابیں پڑھنا بھی شانِ ثبوت کے خلاف ہے۔ وہ انسان کی قہنیں چاہتے۔ (مؤلف)

پاخانہ میں لوٹا:

ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لیے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔ جب حضرت مسیح موعود فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا۔ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا تو آپ نے اسے بلوایا اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا۔ اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ 243 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

بھانو اور مرزا صاحب دیاں لتاں:

ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے

ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے پڑی، چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی، اسی لیے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبارہ ہوں وہ حضور کی نانگیں نہیں ہیں بلکہ پنگ کی پٹی ہے۔ (مرزا صاحب کو پتہ لگ جانا چاہیے تھا) تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی، جی ہاں تدے تے تھاؤ یاں لتاں لکڑیاں واٹک ہو یاں ایں۔ یعنی جی ہاں جبھی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

(سیرۃ المہدی جلد سوم صفحہ 210 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

عائشہ اور پانوں دبانے کی خدمت:

مرزا صاحب کے ایک مرید کا کہنا ہے کہ میری بیوی عائشہ جو مجھے بہت پیاری تھی، حضرت جی کو اس کے پاؤں دبانے کی خدمت بہت پسند تھی۔

دوپٹہ اور کسی کی یاد:

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری کی ایک بیوی ڈاکٹر نی کے نام سے مشہور تھی۔ وہ مدتیں قادیان آ کر حضور کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی اس بیچاری کو سل کی پیاری تھی۔ جب وہ فوت ہو گئی تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے دعا کیلئے یاد دہانی کے لیے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آنکی سلاخ سے بندھوا دیا۔

(سیرۃ المہدی جلد سوم صفحہ 126 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

رات کو پھرہ:

مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبد الرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے وقت میں، میں اور اہلیہ بابوشah دین رات کو پھرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی پات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے ہوئے سنے اور آپ کو جگا دیا، اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پھرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ ملشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابوشah دین ہوتی تھیں۔

(سیرۃ المہدی جلد سوم صفحہ 213 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

(عورتوں سے پاؤں دبوانے اور پھرہ دلوانے میں کوئی راز ہو گا اور نہ مردوں کی کمی تو نہ تھی۔ از مؤلف)

مراق کا مجب نسب نسخہ:

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی نہیں بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور جب سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیت سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہیں کر سکتی تھی..... میں حضور کی خدمت کرتی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا۔ نہیں تم کو مراق کی بیماری ہے ہم دعا کریں گے کچھ ورزش کیا کرو۔ اور پیدل چلا کرو..... میں اپنے مکان پر جانے کے لئے جو حضور کے مکان سے ایک میل دور تھا۔ تانگے کی تلاش کی مگر شہ ملا اس لیے مجبوراً مجھے پیدل جانا پڑا۔ مجھے پیدل چلانا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی تھی۔ مگر خدا کی قدرت جوں جوں میں پیدل چلتی تھی، آرام معلوم ہوتا تھا، حتیٰ کہ دوسرے روز پھر میں پیدل حضور کی زیارت کو آئی تو دورہ مراق چاتا رہا اور بالکل آرام آگیا۔ (سیرۃ المهدی صفحہ 275 جلد 3 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

(مراق کا نسخہ نہیں کیلئے تو تیر بہد ف ثابت ہوا، مگر خود مرزا صاحب تمام عمر مراق کے مريض رہے از مؤلف) لکھتے ہیں، مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی یعنی مراق اور ایک نیچے کے دھڑ کی کثرت بول۔ (تشیذ الاذہان جون 1906ء) اور نہ ہی یہ نسخہ مرزا صاحب کی بیوی کوراس آیا۔ لکھتے ہیں میری بیوی کو مراق ہے۔ (بیان مرزا صاحب کتاب منظور الہی صفحہ 244 مطبوعہ قادیانی از باب منظور الہی)

یہ مراق کا مرض موروثی چلا آتا ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فرماتے ہیں، مجھ کو بھی مراق کا مرض ہے (از مؤلف)۔

ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی نہیں بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں رہی ہوں، گرمیوں میں پنکھا وغیرہ (یہ وغیرہ تشریع طلب ہے از مؤلف) اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ رات خدمت کرتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ (حوالہ)

اسی طرح عائشہ کو پاؤں دبانے میں خاص مشق تھی بہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کو اس کی پاؤں دبانے کی خدمت بہت پسند تھی۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے کہ نامحرم عورتوں سے ساری ساری رات پیر دبوائے اور پھر ادلوائے اور پنکھا کرائے۔ خاص کرنہ بیگم جو ایک خوبصورت جوان لڑکی سے ساری رات پنکھا وغیرہ اور اسی

طرح کی خدمت کرائے۔ خاص کر جب کہ مرزا صاحب سیالکوٹ کے سفر میں ہیں، بیوی بھی پاس نہیں۔ اور قوت مردمی بھی پچاس آدمیوں کے برابر اپنے اندر رکھتے ہیں۔

(تیراق القلوب صفحہ 126 روحاںی خزانہ صفحہ 254 جلد 15 از مرزا غلام احمد صاحب)

اس پر کیا دلیل ہے کہ مرزا صاحب کی شہوت نے جنبش نہ کی ہوگی اور کیا کچھ نہ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہو گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔

نااظرین کرام! آپ گذشتہ سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ کہا ہے اسے قرآن شریف سے ہی ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ لیکن جب مسلمانوں کی طرف سے مرزا صاحب کی اس بہتان تراشی اور مسیح علیہ السلام کی توہین کرنے پر عن طعن ہوئی تو فرمانے لگے یہ جو کچھ میں نے کہا ہے صرف انجیل کے حوالوں سے۔

لیکن ناظرین کرام : آپ کو یاد رہے کہ یہ بھی کسی کو گالیاں دینے کا ایک طریق ہے۔ چنانچہ خلیفہ مرزاعمود کا کہنا ہے ”کسی کو گالیاں دینے کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے منہ سے تو حرام زادہ نہ کہے۔ مگر یہ کہ دے کہ فلاں شخص آپ کو حرام زادہ کہتا تھا۔ یہ بھی گالی ہوگی جو اس نے دوسرے کو دی۔“ (احرار کو مقابلہ کا چیلنج صفحہ 10)

لیکن سچ ہے کہ برتن سے وہی پیکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ مذکورہ بالاعبارتوں میں قادریانی تہذیب نے برہنہ ناج کیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس عبارت کے مکروہ اور گندے الفاظ انجیل میں نہیں ہیں۔ مرزا صاحب نے انجیل کا نام لے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ اور اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں انجیل کی اصل عبارت نقل کرتا ہوں تاکہ عامة الناس اندازہ لگا سکیں کہ مرزا صاحب نے کس قدر کذب بیانی، افتراضی اور بہتان طرازی کا مظاہرہ کیا ہے۔

بائبیل میں ہے!

پھر کسی فریضی نے اس (یسوع مسیح) سے درخواست کی کہ میرے ساتھ کھانا کھا۔ پس وہ اس فریضی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا تو دیکھا ایک بد چلن جو اس شہر کی تھی یہ جان کر کہ وہ اس فریضی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے وہ سنگ مرمر کی عطر دانی میں عطر لائی، اور اس کے پاؤں کے پاس روٹی ہوئی پیچھے کھڑی ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے پوچھے اور اس کے پاؤں بہت چومے اور ان پر عطر ڈالا۔ اس کی دعوت کرنے والا فریضی یہ دیکھ کر اپنے جی میں یہ کہنے لگا کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اس سے چھوٹی

ہے وہ کون ہے اور کبی عورت ہے کیونکہ بد چلن ہے۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا کہ اے شمعون! مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے۔ وہ بولا! اے استاد کہم۔ کسی سا ہو کار کے دوقر صدارت ہے۔ ایک پانچ سو دینار کا دوسرا پچاس کا۔ جب ان کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ رہا تو اس نے دونوں کو بخش دیا۔ پس ان میں سے کون اس سے زیادہ محبت رکھے گا؟ شمعون نے جواب میں کہا، میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشتا۔ اس نے اس سے کہا تو نے ٹھیک فیصلہ کیا۔ اور اس عورت کی طرف پھر کراس نے شمعون سے کہا تو اس عورت کو دیکھتا ہے، میں تیرے گھر میں آیا، تو نے میرے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا۔ مگر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دیئے اور اپنے بالوں سے پوچھے، تو نے مجھ کو بوسہ نہ دیا مگر اس نے جب سے میں آیا ہوں میرے پاؤں کا چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر میں تیل نہ ڈالا مگر اس نے میرے پاؤں پر عطر ڈالا ہے۔ اس لیے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اس کے گناہ جو بہت تھے معاف ہوئے کیونکہ اس نے بہت محبت کی۔ مگر جس کے تھوڑے گناہ معاف ہوئے وہ تھوڑی محبت کرتا ہے اور اس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے۔ اس پر وہ جواس کے ساتھ کھانا کھانے پیش ہے، اپنے جی میں کہنے لگے کہ یہ کون ہے جو گناہوں کو بھی معاف کرتا ہے؟ مگر اس نے عورت سے کہا، کہ تیرے ایمان نے تجھے بچالیا ہے۔ سلامت چلی جا۔ (انجیل لوقا باب 7، ورس 36 تا 50)

پھر مریم نے جتنا، ماں کا ادھ سیر خالص اور بیش قیمت عطر لے کر یسوع کے پاؤں پر ڈالا، اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں پوچھے اور گھر عطر کی خوبیوں سے مہک گیا۔ مگر اس کے شاگردوں میں سے ایک شخص یہوداہ اسکر یوٹی جواس سے پکڑ دا نے کو تھا، کہنے لگا، یہ عطر تین سو دینار میں بیچ کر غریبوں کو کیوں نہ دیا گیا۔ اس نے یہ اس لیے نہ کہا کہ اس کو غریبوں کا فکر تھا، بلکہ اس لیے کہ چور تھا۔ چونکہ اس کے پاس تھیلی رہتی تھی۔ اس میں جو کچھ پڑتا وہ نکال لیتا تھا۔

پس یسوع نے کہا کہ اسے یہ عطر مرے دفن کے دن کے لیے رکھنے دے کیونکہ غریب غرباء تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں لیکن میں ہمیشہ تمہارے پاس نہ رہوں گا۔ (انجیل یوحنا باب 12 ورس 4 تا 8)

اور جب یسوع بیت عدیاہ میں شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا تو ایک عورت سنگ مرمر کی عطر دانی میں قیمتی عطر لے کراس کے پاس آئی اور جب وہ کھانا کھانے بیٹھا تو اس کے سر پر ڈالا۔ شاگرد یہ دیکھ کر خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ کس لیے ضائع کیا گیا۔ وہ تو بڑے داموں کو بک کر غریبوں کو دیا جا سکتا تھا۔ یسوع نے یہ جان کران سے کہا کہ اس عورت کو کیوں دق کرتے ہو؟ اس نے تو میرے ساتھ بھلانی کی ہے کیونکہ غریب غرباء تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں لیکن میں تمہارے پاس ہمیشہ نہ رہوں گا اور اس نے جو یہ عطر میرے بدن پر ڈالا ہے، یہ

میرے دفن کی تیاری کے واسطے کیا، میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس خوشخبری کی منادی کی جائے گی یہ بھی جو اس نے کیا اس کی یادگاری میں کہا جائے گا۔ (انجیل متی باب 26 ورس 6 تا 13)

نااظرین کرام! ہم نے ان انجیل سے اصل واقعہ نقل کر دیا ہے۔ وہ بد چلن عورت جس کا نام مریم تھا، اپنے گناہوں کی معافی کے لئے روتی ہوئی یسوع مسیح کے پاس آئی۔ چنانچہ اسے کہا گیا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے، اور تیری توبہ قبول ہوئی۔ اب تو سلامت چلی جا اور وہ خوش ہو کر چلی گئی۔

مرزا غلام احمد صاحب کے توہین آمیز الفاظ، جنہیں اس نے موٹی قلم سے جملی حروف میں لکھا ہے..... گویا بغل میں ہے..... گو دمیں تماشا کر رہی ہے..... یسوع صاحب حالت وجد میں بیٹھے ہیں..... خوبصورت کسی عورت سامنے پڑی ہے، جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے..... یسوع کی شہوت، وغیرہ اخلاق سے گرے ہوئے حیاء سوز الفاظ ان انجیل اربعہ میں سے کسی میں ہرگز نہیں اور کبھی جب مرزا صاحب سے کوئی جواب بن نہیں پاتا تو کہتے ہیں میں نے دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دیں، بلکہ میں نے تو عیسائیوں کے فرضی یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ انجام آنحضرت صفحہ 293 روحاںی خزانہ جلد 11 صفحہ 293 پر لکھتے ہیں مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن میں کچھ خبر نہیں دی۔

ہم نے اپنی کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔

(نور القرآن صفحہ 375، روحاںی خزانہ جلد 9 صفحہ 375 از مرزا غلام احمد صاحب)

لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ یسوع اور عیسیٰ ایک ہی ہستی کا نام ہے، جسے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور عیسائی یسوع کے نام سے۔ چنانچہ مرزا صاحب خود اقرار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: جن نبیوں کا اسی وجود عصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے، وہ دونبی ہیں۔ ایک یوحتا جس کا نام ایلیا اور اورلیس بھی نام ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

(توضیح مرام صفحہ 3، روحاںی خزانہ جلد 3 صفحہ 52 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجgar (ترکھان) سے نکاح کر دیا۔ اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹھا پیدا ہوا، وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔

(چشمہ سمجھی صفحہ 24-23 روحاںی خزانہ جلد 20 صفحہ 355-356 از مرزا صاحب)

یسوع مسیح جس کو اہل اسلام عیسیٰ کہتے ہیں

(تذکرہ الشہادتین صفحہ 29 روحانی خزانہ جلد 20 صفحہ 29 از مرزا غلام احمد صاحب)

یسوع مسیح کے وقت میں جس کو اہل اسلام عیسیٰ کہتے ہیں وہ غریب گھلیل کا رہنے والا جس کا نام یسوع ابن مریم تھا۔ (تذکرہ الشہادتین صفحہ 27 مندرجہ روحانی خزانہ جلد 20 صفحہ 27 از مرزا صاحب)

گذشتہ اوراق میں آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بغیر باپ کے ہوئی، چنانچہ جب حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ملی کہ تجھے ایک فرزند دیا جائے والا ہے تو اس کی حیرانی کی حد نہ رہی اور.....

ترجمہ: بولی کہاں سے ہو گا میرے لڑکا، اور چھوانیہیں مجھ کو آدمی نے، اور میں بد کار کبھی نہیں تھی۔

فَأَلَّا إِنِّي يَكُونُ لِيْ غُلَامٌ وَلَمْ
يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيَا

(سورہ مریم آیت 20 پارہ 16)

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: وہ مجھ پر آسان ہے اور کریں گے ہم اس کو نشانی لوگوں کے واسطے، اور یہ امر طے ہو چکا ہے۔

هُوَ عَلَىٰ هَيِّنَ وَلَنْجَعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ
وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ۝

(سورہ مریم آیت 21 پارہ 16)

خلاصہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے خرق عادت مجذہ نہ طور پر پیدا فرمائے اور آپ کی پیدائش کو عجوبہ قرار دیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی ظاہر فرمائی ہے اور فرمایا ہے بغیر باپ کے پیدا ہونا لوگوں کے واسطے آیۃ للناس یعنی لوگوں کے لیے ایک نشانی اور مجذہ ہے اور میری قدرت کاملہ کا نمونہ ہے۔

قارئین کرام!

مرزا صاحب نے جو اس نشانی اور مجذہ کی قدر کی اور اس پر تبصرہ فرمایا، ملاحظہ فرمادیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں..... تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(چشمہ مسیح صفحہ 24، مندرجہ روحانی خزانہ صفحہ 356 جلد 20 از مرزا صاحب)

از مؤلف: بعض قویٰ سے محروم ہونے پر بھی مرزا صاحب نے لکھا ہے:

مردگی اور رجولیت انسان کے صفات معمودہ میں سے ہے۔ تیجرا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں..... حضرت مسیح مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب ہونے کے باعث از واج سے پنجی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی ثبوت نہ دے سکے۔

(نور القرآن 2 صفحہ 17، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 9 صفحہ 392 از مرزا غلام احمد صاحب)

احمدی دوستو سے سوال:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کہیں تو لکھتے ہیں کہ اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسی عورت کے چھونے سے یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ کمخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و انداز کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گی اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا.....

اور کہیں لکھتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیجرا تھے کیا یہ دو متضاد صفات نہیں جنہیں مرزا صاحب ایک ہی انسان میں مانتے ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزا صاحب کے نزدیک تیجرا تھے تو شہوت کیسی۔ اور اگر ان کے اندر شہوت کا مادہ تھا تو تیجرا اپن کیوں؟ (یقین ہے دروغ گورا حافظہ نہ باشد)

نوٹ: مرزا صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کبھی کہنا کہ وہ تیجرا تھے اور کبھی ان میں شہوت ماننا گویا ایک منہ سے دو متضاد پاتیں، اسے تناقض کہتے ہیں اور جس کے کلام میں تناقض ہواں کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں:

جو ٹوں کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔

(ضمیمه برائیں احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 275، روحانی خزانہ جلد 21 صفحہ 275 از مرزا صاحب)

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ (ہیئتہ الوجی صفحہ 191، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 22 صفحہ 191 از مرزا غلام احمد صاحب)

صاف ظاہر ہے کہ کسی سچیار اور عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون یا ایسا منافق ہو۔ (ست پنچ صفحہ 30، روحانی خزانہ جلد 10 صفحہ 142 از مرزا)

ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے کلام میں تناقض ہے لہذا مرزا صاحب جھوٹے، پاگل، بے عقل، مجنون اور منافق ٹھہرے۔ یہ ان کے اپنے قول کے مطابق ہے۔ کیونکہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ جس کے کلام میں تناقض ہو وہ جھوٹا، پاگل، بے عقل، مجنون اور منافق ہے۔

زیاد جل جائے گی گر میں نے کہا ہو کچھ سر محشر
تمہاری تفعیل کے چھینٹے تمہارا نام لیتے ہیں

قرآن و حدیث:

گذشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرتے ہی قوتِ گویاً عطا فرمائی۔ اور پیدا ہونے کے بعد پہلے ہی دن انہی عبادُ اللہ میں اللہ کا بندہ ہوں کہہ کرو والدہ کے متعلق پوری قوم کو مطمئن کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(اے مریم جس لڑکے کی ہم نے تھجھ کو بشارت دی ہے
وہ پیدا ہوتے ہی) مہد یعنی پنگھوڑے میں لوگوں سے
کلام کرے گا

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ.

اور حدیث شریف میں وارد ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گود کے بچوں میں
سے صرف تین ہی بچے بولے ہیں۔ ایک تو حضرت
عیسیٰ علیہ السلام اور دو اور ہیں۔

عَنْ أَبِي هَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةُ
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ
جَرِيْحَةِ وَصَابِيْرِيْ ضَعِيْفِ مِنْ أَهْمَهُ.
(بخاری و مسلم)

اب جناب مرزا آنجمانی کی منطق بھی سنئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت لکھا ہے کہ وہ مہد میں بولنے لگے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ پیدا ہوتے ہی یادو
چار مہینے کے بولنے لگے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ دو چار برس کے ہوئے، کیونکہ یہی وقت ہے جو
بچوں کا پنگھوڑوں میں کھیلنے کا ہوتا ہے۔ اور ایسے بچے کے لئے باقی کرنا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ ہماری لڑکی
امۃ الحفیظ بھی بڑی باتیں کرتی ہے۔ (بحوالہ ملفوظات مسیح موعود مرزا جلد 9 صفحہ 235)

از مرتب:

اگر جناب مرزا صاحب کی منطق کو صحیح مانا جائے تو پھر سب بچے مہد میں بولنے والے ہوئے تو آنحضر صلی اللہ

..... عليه وآلہ وسلم کا فرمانا کہ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثُلَّةٌ عَيْسَىٰ ابْنُ مُرْيَمٍ وَصَاحِبُ جُرْيَحٍ وَصَبِيٌّ يُوَضِّعُ مِنْ أَهْمَهُ.

گود کے بچوں میں سے صرف تین بچے بولے ہیں، کا کیا مطلب ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تین کی تخصیص فرمائی کہ کیوں فرمادی۔ فَتَدَبَّرُوا.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام) دنیا میں صاحب عزت ہوں گے اور آخرت میں بھی	وَجِئْهَهَا فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. (سورہ آل عمران آیت 45 پارہ 3)
نہ انہوں نے (یہودیوں نے) قتل کیا عیسیٰ علیہ السلام کو اور نہ سوی پر لٹکایا!	وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا هَلَبُوهُ. (سورہ النساء آیت 157 پارہ 6)
نہیں قتل کیا عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف (آسمان پر)	وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ. (سورہ النساء آیت 158 پارہ 6)
(اے عیسیٰ یاد کر میرا وہ احسان جو میں نے تجھ پر کیا) جبکہ یہودیوں کو میں نے ڈور رکھا تجھ سے، دست درازی کرنے سے تجھ پر، اور گرفتار کرنے سے تجھے۔	وَإِذْ كَفَفْتُ بَنْيَ إِسْرَائِيلَ عَنْكَ (سورہ المائدہ آیت 110 پارہ 7)

احمدی دوستو! قرآن شریف کی آیات سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ گرفتار ہوئے، نہ قتل کیے گئے نہ پھانسی پر لٹکائے گئے، نہ انہیں بے عزت کیا گیا لیکن قرآن شریف کے خلاف مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام گرفتار کیے گئے، ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں، گالیاں دی گئیں، سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا، چہرے پر تھوکا گیا، پسلی چھیدی گئی، تازیانے لگائے گئے، منہ پر طماٹھے مارے گئے، ہنسی کی گئی، ٹھنٹھے سے اڑائے گئے۔ ہاتھ پاؤں میں کیلیں ٹھوکی گئیں جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا۔ جو کچھ اس کے مقدار میں تھا سب کچھ دیکھ کر آخر سوی پر لٹکائے گئے۔

(از الہ اوہام صفحہ 195، 196، 197، روحاںی خزانہ جلد 3 صفحہ 295، 296، 297)

(انجام آنکھ صفحہ 12، 307، روحاںی خزانہ جلد 11 صفحہ 12، 307 از مرزا صاحب)

از مؤلف: لیکن جب مرزا صاحب کی اپنی باری آتی ہے تو پابو منظور الہی قادریانی اپنی کتاب منظور الہی میں

لکھتے ہیں۔ 10 جولائی 1899ء سے قبل جس دن ڈسٹرکٹ پرنسپل پولیس گورنمنٹ پور حضرت مسیح موعود کے مکان کی تلاشی لینے قادیان آئے، اس دن کی صبح میرناصر صاحب (مرزا صاحب کے خسر) نے کہیں سے سن لیا کہ آج وارنٹ گرفتاری معاہدہ ہٹھڑی کے آئے گا۔ اس وحشتاک خبر سے متاثر ہو کر میرناصر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں اطلاع کی۔ آپ اس وقت رسالہ نور القرآن لکھ رہے تھے آپ نے سرانجام کر نہایت متنات سے مسکرا کر میر صاحب کو جواب دیا کہ میر صاحب لوگ دنیا کی خوشی میں چاندی سونے کے لئے کنگن پہنچتا ہی کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ کی راہ میں لو ہے کے کنگن پہنچ لیے۔ پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا: مگر ایسا نہ ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔ وہ اپنے خلفاء اور ماموروں کی ایسی روائی پسند نہیں کرتا۔ (منظور الہی صفحہ 141 مطبوعہ قادیان)

از مؤلف: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماموروں میں سے نہ تھے کہ مرزا صاحب کے نزدیک ان کے واسطے اللہ تعالیٰ کی گورنمنٹ نے ایسی روائی پسند کی کہ شاید کسی دوسرے کو ایسی روائی اور ذلت نہ پہنچی ہو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچی۔

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں:

جب کہے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو تجھ پر ہوا ہے اور تیری ماں پر اور جب سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور لکھتے کی باتیں اور توراة اور انجیل۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اذْكُرْ
نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلَى وَالدُّّكُّ . إِذْ
أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُّسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي
الْمَهْدِ وَكَهْلَاتٍ وَإِذْ عَلَمْتُكَ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَالْتُّورَاثَ وَالْإِنْجِيلِ .

(سورۃ المائدۃ آیت 110 پارہ 7)

قارئین کرام! مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ تورات، انجیل اور علم و حکمت کی باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے سچھی تھیں۔ مرزا صاحب نے اس سے متعلق جو کچھ کہا ہے اسے ملاحظہ فرمادیں۔ لکھتے ہیں:

نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے پہاڑی تعلیم کو جوانجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالموں سے چرا کر کھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے

یہ چوری کپڑی گئی ہے، عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لیے کی ہو گی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھا کر رسول خ حاصل کریں۔

لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت رُوسیا ہی ہوئی۔ اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں۔ عقل اور کاشش دونوں اس تعلیم کے منہ پر طما نچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے تورات کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیریکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا۔ اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے تھے۔

(انجام آخر قسم صفحہ 290، روحانی خزانہ جلد 11 صفحہ 290 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مولف: انہیاء علیہم السلام علم ظاہری ہو یا باطنی اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل کرتے ہیں۔ حقیقت یہ کہ استاد واجب الاطاعت ہوتا ہے، اگر کوئی شخص نبی کا استاد ہو تو نبی پروا جب ہے کہ اس کی اطاعت کرے، اور اپنے استاد کے سامنے دوزانو پیٹھے لیکن یہ عقل اور کاشش کی رو سے غلط اور نبی کی شان کے خلاف ہے اور نبی کی توہین ہے۔

مرزا بشیر الدین احمد اپنی کتاب ذکرِ الہی کے صفحہ 18 پر لکھتے ہیں، کیا استاد اور شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے؟ کو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہو جائے۔ تاہم استاد کے سامنے زانوئے ادب ختم کر کے ہی پیٹھے گا۔

(ذکرِ الہی صفحہ 18)

ظاهر ہے کہ

نبی متبوع ہوتا ہے، نہ تابع، نبی مطاع ہوتا ہے نہ مطیع، نبی کے سامنے سب زانوئے ادب ختم کر کے پیٹھتے ہیں، نہ کہ اس کے بر عکس۔ وہ نبی ہی کیا جو اپنے امتحیوں میں کسی کی شاگردی کرتا پھرے۔ پھر کچھ عرصہ بعد جا کر کہے۔ حضرت صاحب اللہ نے مجھے نبوت عطا کی ہے۔ استاذ صاحب کہے بیٹا وہ دن بھول گیا ہے جب تجھے مرغابنا کر پیٹھ پر چارائیٹیں رکھ دیا کرتا تھا اور سوٹیوں سے ڈبر شریف کی خدمت کی جاتی تھی۔ مرزا صاحب نے خود براہین احمد یہ کے صفحہ پر لکھا ہے۔ انہیاء براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں۔ انہیاء علیہم السلام کا استاذ اللہ تعالیٰ خود ہوتا ہے۔ سامعین حضرات! یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تہمت ہے، جھوٹ ہے آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ پکے ہیں کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ فرمایا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب و حکمت اور نکتے کی باتیں اور تورات و انجیل اللہ تعالیٰ نے خود سکھائیں۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالْتُّورَاةَ
وَالْأَنْجِيلَ (سورہ آل عمران آیت 48 پارہ 3)

مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک یہودی استاذ تھا جس سے آپ نے تورات سبق اس بقا پڑھی تھی اور نعوذ باللہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زیر کی یعنی عقل و فہم سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا۔ جھوٹ ہے۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قوی میں بہت کچے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا انکار نہیں تو اور کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو علم کتاب و حکمت اور یہ نکتے کی باتیں اور تورات و انجیل میں نے سکھائی تھیں۔ سامعین حضرات! اصل بات یہ کہ آئینہ میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔ یہ ساری رام کہانی مرزا صاحب کی اپنی منگھڑت ہے۔ مرزا صاحب خود مختلف اساتذہ سے پڑھتے رہے اور مختلف علم حاصل کرتے رہے۔ اور بوجہ زیر کی اور عقل و فہم کی خرابی کے امتحان میں فیل بھی ہوتے رہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

بچپن کے زمانہ میں میری (یعنی مرزا غلام احمد کی) تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ میں جب چھ سال کا ہوا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔..... اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے قریب ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار بزرگ آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعدِ نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب سترہ برس کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر کھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ ان آخر الذکر مولوی صاحب سے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو حاصل کیا۔

(کتاب البر صفحہ 161، روحانی خزانہ جلد 13 صفحہ 179 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا بشیر احمد ایم اے (جو جناب مرزا صاحب کے صاحبزادے ہیں) سیرۃ المہدی میں لکھتے ہیں، اس زمانہ میں یعنی جب مرزا صاحب سیالکوٹ کی کچھری میں ملازم تھے، مولوی الہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محسر مدارس تھے، کچھری کے ملازم غشیوں کے لیے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کے وقت کچھری کے ملازم غشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر میر شاہ صاحب استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی، اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 155 روایت نمبر 150 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

از مؤلف: مرزا صاحب کے الہامات سے بھی بس ایسی معلوم ہوتی ہے بطور شمونہ چند انگریزی الہام درج ذیل ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(1) We can what we will do.

(براہین احمدیہ اول صفحہ 572، روحانی خزانہ جلد 1 صفحہ 572 از مرزا صاحب)

(2) Though all men should be angry God is with you. He shall help you. Words of God not can exchange You have to go to Amritsar. He halts in Zila Peshawar.

(مکتوپات احمدیہ صفحہ 69 جلد 1)

(3) God is coming by His army.

(حقیقت الوجی صفحہ 316 روحانی خزانہ جلد 22 صفحہ 316 از مرزا صاحب)

(4) I shall give you a large party of Islam.

(براہین حاشیہ جلد 3 صفحہ 664، روحانی خزانہ جلد 1 صفحہ 664 از مرزا صاحب)

(5) I am querlr.

(براہین احمدیہ جلد 3 صفحہ 563 روحانی خزانہ جلد 1 صفحہ 563 از مرزا صاحب)

I am by صیئی.

(براہین احمدیہ جلد 3 صفحہ 573 روحانی خزانہ جلد 1 صفحہ 573 از مرزا صاحب)

He is with you to kill enemy.

(حقیقت الوجی صفحہ 316 روحانی خزانہ جلد 22 صفحہ 316 از مرزا صاحب)

براہین نمبر 3 صفحہ 484 ہے کوئی فقرہ درست ان الہامات میں؟

یہ خدا کا کلام ہے اور کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ خدا انگریزی نہیں جانتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ پانچویں جماعت کے کسی بچے کی انگریزی ہے۔

مرزا صاحب کے بیٹے بشیر احمد سیرہ المہدی حصہ اول کے صفحہ 156 پر لکھتے ہیں۔ جناب (مرزا صاحب) آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کیا، پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔

قارئین حضرات! اب تصور کا دوسرا رخ دیکھیں، ضرب المثل ہے کیا پدی اور کیا پدی کا شور با۔ ذات کی کری اور شہیر کو جھے۔ مرزا صاحب کا نام نہاد صحابی لکھتا ہے:

حضرت مسیح موعود یعنی مرزا صاحب کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی استعداد کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا۔
(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز خان، روپیو بابت ماہ مگی 1929ء)

مرزا صاحب فرماتے ہیں: اس جسم کا کرہ ماہتاب (یعنی چاند) پا کیزہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغوخیال ہے۔
(روحانی خزانہ جلد 3 ازالہ اوہام صفحہ 126 از مرزا صاحب)

از مؤلف: مرزا صاحب کے فوت ہونے کے تقریباً ساٹھ سال بعد امریکہ اور روس نے اس جسم کے ساتھ چاند پہنچ کر مرزا صاحب کی تکذیب کر دی اور یہ ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب نے جو کہا ہے، باوجود اس کے مرزا صاحب نے اس جسم کے ساتھ چاند پہنچنے کو لغو قرار دیا ہے، وہ لغو ہے۔ آپ گذشتہ سطروں میں پڑھ کچے ہیں کہ احمد یوں کے نزدیک مرزا صاحب کا ذہنی ارتقاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا ہوا تھا۔ حالانکہ مرزا صاحب کے زمانہ میں ہزار فٹ کی بلندی پر ہوائی جہاز میں انسان پرواز کر چکا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (جن کا ذہنی ارتقاء احمد یوں کے نزدیک مرزا صاحب سے کم تھا) اور اس زمانہ میں ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز تو کجا، ایک فٹ کی بلندی کا پرواز کا خیال تک بھی کسی کو نہ آ سکتا تھا۔ فرمایا! میں معراج کی رات چاند تو اپنی جگہ پر رہا۔ ساتوں آسمانوں سے کہیں آ گے ہو کر آیا ہوں۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے۔

قارئین کرام! اگلے صفحہ پر قرآن شریف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا ذکر ہے۔ جو معجزات اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے کر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: اور کرے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو بتیغیر بنی اسرائیل کی طرف۔ کہے گا عیسیٰ علیہ السلام بے شک میں آیا ہوں تمہارے پاس شانیاں لے کر تمہارے رب کی طرف سے، کہ میں ہنادیتا ہوں تو تم کو گارے سے پرندہ کی شکل، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا ہو جانور اللہ کے حکم سے، اور اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندر ہے کو، اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں جو کھا کر آئے ہو، اور جو رکھ کر آئے ہو گھر میں، اس میں شانی پوری ہے تمہارے لیے اگر ہوتا ہیما ندار۔

وَرَسُولًا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِإِيمَانٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّينِ كَهِيْشَةً الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأَبْرُئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأَخْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأَبْرِئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخِلُونَ فِي بَيْوَتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝

(سورۃ آل عمران آیت 49 پارہ 3)

جب کہے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان، جو ہوا ہے تجھا اور تیری ماں پر، جب مدکی میں نے تیری روح پاک سے۔

إذ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ
نَعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَى وَالِّدَتِكَ اذْ
أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدْسِ تَكَلِّمُ النَّاسَ فِي
الْمَهْدِ وَكَهْلًا.

(سورۃ المائدۃ آیت ۱۱۰ پارہ ۷)

جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر پھونک مارتا اس میں تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادر زادا ندھرے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے، اور جب لکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے، جب تو لے کر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں، کچھ نہیں یہ مگر جادو ہے کھلا۔

وَإِذْ عَلِمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَالسُّوْرَةَ وَالْأَنْجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ
الطَّيْنَ كَهْنَةً الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَسَفَخْ فِيهَا
فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتَبِرُّ الْأَكْمَةَ
وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَى
بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَقْتُ بَنَى إِسْرَائِيلَ عَنْكَ
إِذْ جَنَّهُمْ بِالْيَتِيمَ قَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ۝

(سورۃ المائدۃ آیت ۱۱۰ پارہ ۷)

احمدی دوستو! تھوڑا سا غور کرو کیا قرآن شریف سے یہ ثابت نہیں ہو رہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مججزات دیئے اور انہوں نے قوم کے سامنے دعویٰ کیا اور مججزات دکھائے۔ ایک مرتبہ پھر مذکورہ بالا آیات کا بغور مطالعہ کریں اور پھر مرزا صاحب نے جو کچھ کہا ہے اس پر غور کریں۔ مرزا صاحب کا کہنا ہے:

اُس درماندہ انسان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گویاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے شکر کرنے سے۔ اور جب مججزہ ماں گا گیا تو یوسع صاحب نے فرماتے ہیں حرام کار اور بد کار لوگ مجھ سے مججزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی مججزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یوسع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی، اب کوئی حرام کار اور بد کار بنے تو اس سے مججزہ مانگے۔

یہ وہی بات ہوئی کہ کسی شرپر مکار نے جس میں سراسر یوسع (یعنی علیہ السلام) کی روح تھی، لوگوں میں مشہور کیا کہ میں ایسا اور دہلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا

حرام کی اولاد نہ ہو، اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے؟ اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفی کو کہنا پڑتا تھا، ہاں صاحب نظر آگیا۔

سویسوس (عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش بندیوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ اپنا چھپا چھڑانے کے لیے کیا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔

(انجام آنکھم در حاشیہ صفحہ 288-289، روحانی خزانہ جلد 11 صفحہ 289-288 از مرزا)

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ لیکن حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے مجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرا دیا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ مجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد نہیں۔

(انجام آنکھم صفحہ 290، روحانی خزانہ جلد 11 صفحہ 290 در حاشیہ از مرزا صاحب)

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر سے کسی شب کو وغیرہ کو اچھا کیا ہو، یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدستی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی بھی آپ استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی مجزہ بھی ظاہر ہوا ہے تو وہ مجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا مجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سو اکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

(انجام آنکھم در حاشیہ صفحہ 291، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 11 صفحہ 291 از مرزا صاحب)

کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہے کہ خدا یے تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق سے اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرنده پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں کرتا، پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ پائیں برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔ اور ظاہر ہے کہ بڑھنی کا کام درحقیقت ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی مجزہ دکھلایا ہوا اور ایسا مجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے، اکثر صناع ایسی ایسی چیزیاں بنانی لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں، بلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چیزیاں کل کے ذریعے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت ملتے ہیں، اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں،

اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب مسمریزم طریق سے بطور اہو و عجب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں۔ کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائب ہیں کہ اس میں پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ مجی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اللہ اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کالمین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔ اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن الہی مسیح نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے گوا مسیح کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے کیونکہ مسیح کی لاش نے وہ مججزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ بہر حال مسیح کی یہ تراوی کار و ایساں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لاکن نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نما یوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو اپنے تینیں اس مشغولی میں ڈال دے اور جسمانی مرضوں کے رفع و فع کرنے کے لیے اپنی دلی اور دماغی طاقتیں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جور و جذبہ پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت نکما اور ضعیف ہو جاتا ہے اور امر تسویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے ہیں مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں ان کی کار و ایسیوں کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔

(از الہ اوہام صفحہ 154 تا 158، روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 254 تا 258 از مرزا صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ:

وہ (مسیح علیہ السلام) صرف ایک خاص قوم کے لیے آیا۔ اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ نہ پہنچ سکا۔ ایک ایسی نبوت کا نمونہ چھوڑ گیا، جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا۔ اور اس کے آنے سے ابتلاء اور فتنہ پڑھ گیا۔

(اتمام الحجۃ صفحہ 308 تا 312، روحانی خزانہ جلد 8 صفحہ 308 از مرزا صاحب)

احمدی دوستو سے چند سوال:

- (1) کیا حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات اقدس سے دنیا کو کوئی روحانی فائدہ نہیں پہنچا؟
- (2) کیا حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت سے نقصان زیادہ اور فائدہ کم ہوا؟
- (3) لقل کفر کفر نہ باشد۔ کیا اللہ تعالیٰ کونبوت کے لیے کوئی موزوں شخص نہ مل سکا جو ایسی ہستی کو نبی بنادیا کہ جس کی نبوت نے نقصان زیادہ کیا اور نفع کم کر دیا۔
(ابھی ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ مسیح عالم الغیب نہیں مگر یہ مانتے ہو کہ وہ تمہارے کھانے پینے کی چیزوں اور تمہارے گھروں کے ذخیروں کی اطلاع دے دیتا تھا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر ایک خدا کو تمام صفات کاملہ سے موصوف مان کر پھر اس کی صفات ایک عاجز انسان کو دو، کچھ خدا کا خوف بھی کرو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 432)

از مؤلف: ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عالم الغیب نہیں تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

<p>ترجمہ: فرمادیجئے (اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں جانتا کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے غیب کو سوائے اللہ کے۔</p>	<p>فَلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا اللَّهُ (سورۃ النمل آیت 65 پارہ 20)</p>
---	--

رہایہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانے پینے کی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں کی اطلاع دے دیتے تھے۔ یہ ہمارا اپنا ذاتی خیال نہیں بلکہ ہمارے اس عقیدے کی بنیاد قرآن شریف پر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔

<p>ترجمہ: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ) خبر دیتا ہوں تم کو ساتھ اس چیز کے کھاتے ہو تم، اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم اپنے گھروں میں، اس میں البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو ماننے والے۔</p>	<p>وَأَنْبَثْكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْحِرُونَ فِي بَيْوَتِكُمْ إِنَّ فِي ذَالِكَ لَا يَةً لِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ (سورۃ آل عمران آیت 49 پارہ 3)</p>
---	--

ظاہر ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عالم الغیب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں مطلع علی الغیب (اور وہ بھی

بعض خبروں پر نہ کہ تمام پر) کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: نہیں اللہ تعالیٰ کہ اطلاع دے غیب کی
باتوں پر تم سب کو۔ ہاں چن لیتا ہے اللہ تعالیٰ
اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلَعَ عَلَى الْغَيْبِ
وَلِكِنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ
يَشَاءُ

(سورہ آل عمران آیت 179 پارہ 4)

تو اس پر کسی کو کیا اعتراض ہے اور اس سے کون شرک لازم آتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ بیان کر کے نہیں فرمایا۔

ترجمہ: واقعہ غیب کی خبروں میں سے ہے
جسے وحی کے ذریعے ہم نے آپ کو بتلادیا۔
ہمارے بتلانے سے پہلے نہ آپ جانتے تھے نہ
آپ کی قوم۔

تَلَكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيَهَا
إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا
قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا.

(سورہ ہود آیت 49 پارہ 12)

اب نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کی لفظی کی جاسکتی
ہے کیونکہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف طور پر فرمایا ہے کہ میرے
بتلانے سے پہلے نہ آپ اس واقعہ سے باخبر تھے نہ آپ کی قوم۔ اب ظاہر ہے کہ قوم کو کب خبر ہوئی، جب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو کب خبر دی، جب اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا۔

علی ہذا جس طرح اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قوم کو مطلع فرمادیا کرتے تھے، اسی طرح
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر قوم کو بتلادیا کرتے تھے کہ تم آج کیا کھا کر آئے ہو۔ اور کیا
گھر میں رکھ کر آئے ہو۔ فرمائیے اس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات غیر کو دینا کیوں کر لازم آیا۔ دوسری طرح مرزا
صاحب کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص بہاؤ الدین نے پچاس روپیہ میرے نام بھیجے۔ اور قبل اس
کے روپیہ کی روائی کی روائی سے مجھے اطلاع ہو، خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے اطلاع دی کہ پچاس
روپیہ آنے والے ہیں۔ میں نے اس غیب محض سے بہت سے لوگوں کو قبل از وقت بتلادیا کہ عنقریب یہ روپیہ
آنے والا ہے۔

(تربیق القلوب صفحہ 127، روحانی خزانہ جلد 15 صفحہ 255 از مرزا صاحب)

پھر اسی کتاب تربیق القلوب میں فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا کہ عبداللہ خاں ڈیرہ اسماعیل خاں چنانچہ چند ہندو اتفاقاً اس وقت موجود تھے، جن میں ایک لالہ شرمنپت کھتری، اور لالہ ملا اوائل کھتری بھی ہے، ان کو یہ الہام سنادیا گیا۔ اور صاف طور پر کہ دیا گیا کہ اس الہام سے مطلب یہ ہے کہ آج عبداللہ خاں نامی ایک شخص کا ہمارے نام پکھروپیا آئے گا۔ اور خط بھی آئے گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک ہندو..... اس بات کے لیے مستعد ہوا کہ میں بذاتِ خود آزماؤں سو وہ ہندو ڈاکخانہ میں گیا اور آپ ہی پوسٹ ماسٹر سے دریافت کر کے یہ خبر لایا کہ عبداللہ خاں نامی شخص کا اس ڈاک میں خط آیا ہے اور پکھروپیا آیا ہے..... وہ ہندو..... نہایت تعجب اور حیرت میں پڑا کہ غیب کی بات کیوں کر معلوم کی گئی۔

(تربیق القلوب صفحہ 101، روحانی خزانہ جلد 15 صفحہ 229 از مرزا صاحب)

پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ اس قسم کے نشان دو ہزار پا اس سے بھی زیادہ ہیں۔

(تربیق القلوب صفحہ 72، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 15 صفحہ 200 از مرزا صاحب)

مُؤْلِف کی طرف سے الزامی جواب: احمدی دوستو! تم کہتے ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب عالم الغیب نہیں مگر یہ مانتے ہو کہ وہ قبل از وقوع واقعات کی اطلاع دے دیا کرتا تھا مثلاً تم کہتے ہو منی آرڈر وی کے پہنچنے اور اطلاع ملنے سے پہلے مرزا صاحب بتا دیا کرتے تھے کہ کتنے روپے کس شخص کی طرف سے میرے نام کے آنے والے ہیں۔ اور تم یہ بھی مانتے ہو کہ طاعون پھیلنے سے بیس برس پہلے مرزا صاحب نے طاعون کی خبر دی تھی اور تم یہ بھی مانتے ہو کہ جوز لزلہ 14 اپریل 1905ء کو آیا تھا، اس زلزلہ کی خبر مرزا صاحب نے 25 برس پہلے سے دی رکھتھی۔

احمدی دوستو!

کیا یہ ساری غیب کی خبریں نہیں، جن کے قبل از وقت معلوم ہو جانے کا مرزا صاحب کو دعویٰ تھا اور تمہارا مرزا صاحب کے ہر دعوے پر ایمان ہے۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ ایک خدا کو تمام صفات سے موصوف مان کر پھر اس کی صفات ایک عاجز انسان یعنی مرزا صاحب کو دے دو۔ آخر کیوں؟ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ اسی طریق سے جو طریق مرزا صاحب نے اختیار کی ہے۔

قارئین کرام اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ سورة يسین رکوع ۵

خلاصہ: کن فیکون سے سب اشیاء کو عدم سے جا شب ہستی لانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی عطا فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا!

ترجمہ: (اے مرزا) تیرا حکم یہی ہے کہ جب چاہے کسی چیز کو تو، تو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔

إِنَّمَا أَمْرُكَ إِذَا أَرَدْتَ شَيْئًا أَنْ تَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونَ . (تتمہ حقیقت الوجی صفحہ 108، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 22 صفحہ 108 از مرزا غلام احمد صاحب)

رُدر گو پال (یعنی فتا کرنے والا اور پروش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔

(تتمہ حقیقت الوجی صفحہ 591، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 22 صفحہ 591 از مرزا صاحب)

اعطیت صفة الا فناء و الا حیاء۔ اور مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ 55-56، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 16 صفحہ 55-56 از مرزا صاحب)

خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔۔۔ اور اس حالت میں، میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نئی زمین اور نیا آسمان چاہتے ہیں، سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو۔۔۔ پیدا کیا۔۔۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ اور کہا! انماز یہاں السمااء الدنیا بمصالیح (ہم نے زینت بخشی دنیاوی آسمان کو ستاروں کی جگہ گاہٹ سے) پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی سے پیدا کریں۔

(کتاب البر صفحہ 104-105، روحانی خزانہ جلد 13 صفحہ 104-105 از مرزا)

دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی زبان میں لفظی ۔۔۔۔۔ اور معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔

(اربعین 3 صفحہ 71، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 17 صفحہ 413 از مرزا صاحب)

مرزا صاحب فرماتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وانت من ماء نا

ترجمہ: اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے۔

(اربعین 2 صفحہ 43، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 17 صفحہ 385 از مرزا غلام احمد صاحب)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے مرزا تو مجھ سے بخز لہ میری اولاد کے ہے۔

(حقیقتہ الوجی صفحہ 89، روحانی خزانہ جلد 22 صفحہ 89 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں، پھر میں نے یقین کیا کہ میں وہی

ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 564، روحانی خزانہ جلد 5 صفحہ 564 از مرزا صاحب)

احمدی دوستو:

یہ ماننا کہ اللہ سے اطلاع پا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قوم کو بتا دیا کرتے تھے کہ آج تم کیا کھا کر آئے ہو اور کیا گھروں میں رکھ کر آئے ہو۔ یہ تو تمہارے نزدیک شرک ہے کیونکہ ہم بقول مرزا صاحب، اللہ تعالیٰ کی صفت ایک عاجز انسان میں مانتے ہیں۔ لیکن کیا نہ کورہ بالامتمام صفات کا مرزا صاحب میں ماننا تمہارے نزدیک شاید عین توحید ہو گی۔

الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ:

اس درماندہ انسان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں کیا تھیں، صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی۔۔۔۔۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے، کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے کیا، کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔

(انجام آخر قسم صفحہ 288، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 11 صفحہ 288 از مرزا صاحب)

کیا یہی کچھ پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی۔

(از الہ اوہام صفحہ 6، روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 106، از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء ہے، انہوں نے کبھی زلزلے، قحط اور لڑائیوں وغیرہ کی پیش گوئیاں نہیں کیں۔ قرآن شریف کو شروع سے آخر تک بار بار پڑھیں، ان پیش گوئیوں کا آپ کو وہاں نام تک بھی نہیں ملے گا۔ جن پیش گوئیوں اور مجزات کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا تھا۔ ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے تیسرے اور ساتویں پارے میں فرمایا ہے۔ میں بھی اسی رسالہ کے صفحہ پر لکھ چکا ہوں۔

مَنْ شَاءَ فَلْيُؤَاجِعُ.

اور بالفرض اگر مان بھی لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زلزلے، قحط، لڑائیوں کی پیش گوئیاں کی تھیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو اعتراض مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیا ہے، وہی اعتراض مرزا

صاحب پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس قسم کی پیش گوئیاں مرزا صاحب نے بھی کی ہیں۔ مثلاً زلزلوں وغیرہ کی پیش گوئیوں کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی، جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان، تازہ نشان کا دھکا زلزلہ الساعۃ۔۔۔ یعنی خدا تازہ نشان دکھلائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکا لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہو گا مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی۔۔۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب پیش آئے گا۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہو گا یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا۔

(مجموعہ اشتہار، رسالہ تبلیغ رسالت جلد 10 صفحہ 79 مرزا صاحب 18 اپریل 1905ء)

19 اپریل 1905ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے۔ جو نمونہ قیامت اور ہوش رُبَا ہو گا۔ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلادے گا، دور نہیں ہے۔ مجھے خدائے عزوجل نے یہ بھی فرمایا ہے، کہ یہ دونوں زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لیے دونشان ہیں۔ (بحوالہ مذکورہ صفحہ 83)

اے عزیز و آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہو گا، جو 28 فروری 1906ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا۔ یہ وہی زلزلہ تھا، جس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اپنی وحی میں فرمایا تھا۔ (بحوالہ مذکورہ صفحہ 106) 1907ء کو الہام ہوا۔ ریاست کابل میں قریب پچاس ہزار کے آدمی مریں گے۔

(تذکرہ صفحہ 705 مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ، ربوبہ)

علاوہ ازیں جناب مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ زلزلہ آنے والا ہے۔۔۔ مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت۔۔۔ بہر حال اس سے خوف کرنا لازم، اور احتیاط کرنا ضروری سمجھ کر میں اب تک خیموں میں باہر جنگل میں گذارہ کرتا ہوں۔

(مرزا صاحب کا اشتہار، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۶، ۴)

اس زلزلہ کا مرزا صاحب کو آخر تک انتظار رہا۔ نہ آیا اور مرزا صاحب فوت ہو گئے۔ 1914ء میں یورپ کی جنگ عظیم چھڑی تو مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے بشیر الدین محمود احمد خلفیہ قادریان ارشاد فرماتے ہیں۔ اس پیشگوئی میں لفظ زلزلے کا ہے۔ لیکن اس سے مراد جنگ عظیم تھی۔

(دعوۃ الاب صفحہ 231، از صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد)

جنگ خود ایک لڑائی ہے۔ جنگ کے تاثرات را تخطی نمبر 2 لوگوں کا مرنا۔

مذکورہ بالاحوالوں سے ثابت ہو گیا کہ جناب مرزا صاحب نے زلزلے، قحط، لڑائی اور مری پڑے گی وغیرہ کی پیش گوئیاں فرمائی ہیں اور ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں۔ اس درماندہ انسان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں کیا تھیں؟ صرف یہی زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ کیا یہ بھی کچھ پیش گوئیاں ہیں زلزلے آئیں گے مری پڑے گی۔

مرزا کی پیش گوئیوں پر ایک دفعہ میرا کسی پادری سے تبادلہ خیال ہوا وہ مرزا صاحب کی زلزلے والی پیش گوئی کا ذکر کر کے کہنے لگا۔ مرزا نے زلزلے کی پیش گوئی کر کے فرمایا! مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے، یا کوئی اور شدید آفت ہے۔ جو دنیا پر آئے گی۔۔۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا۔ اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہو گا یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے۔

بہر حال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو، قریب ہو یا دور ہو، پہلے سے بہت خطرناک ہے سخت خطرناک ہے۔

(تبیغ رسالت جلد 10، صفحہ 79 اشتہار مرزا صاحب 18 اپریل 1905ء)

ہم جانتے ہیں کہ مرزا صاحب تاریخ اور وقت کے تعین کے ساتھ اگر زلزلہ کی کیفیت بھی واضح کر دیتے۔ اسی طرح ایک دفعہ فرمانے لگے۔ میں نے ایک کشف میں دیکھا ہے کہ اگلے سال بعض احباب دنیا میں نہ ہوں گے۔ گوئیں یہیں کہہ سکتا کہ اس کشف کے مصدقہ کون کون احباب ہیں۔

(مندرجہ ملفوظات مسجح موعود جلد اول صفحہ 50, 51 از مرزا غلام احمد صاحب)

یہاں بھی چاہیے تھا کہ مرزا صاحب اول تو نام ہی بتادیتے یا کاغذ کے ٹکڑے پر نام لکھ کر اپنے کسی مرید کو دے دیتے اور تاکید فرماتے کہ کاغذ کھولنا نہیں۔ جب اگلے سال کشف کے مصدقہ احباب دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، تو کاغذ کھول کر دیکھنا انہیں کے نام درج ہوں گے جو احباب فوت ہو چکے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں سال بھر میں کوئی نہ کوئی آخر فوت ہو ہی جائے گا۔ توجہ کوئی فوت ہو جائے گا اس کا یہ مطلب ہو گا کہ جناب مرزا صاحب کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔

علیٰ ہذا زلزلے کے متعلق جب مرزا صاحب نے نہ زلزلہ کی کیفیت واضح کی اور نہ ہی وقت، تاریخ اور نہ سہ کا یقین بتایا، بلکہ صاف کہا مجھے علم نہیں کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی شدید آفت اور مجھے علم نہیں، چند دن یا چند ہفتوں یا چند مہینوں، چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا آفتوں کا گھر ہے اور آئے دن حادثات رونما ہوتے ہیں تو کیا اس قدر لمبے اور غیر معین اور عرصہ میں کوئی حادثہ نہ ہو گا۔ ضرور ہو گا تو کیا اس کا بھی بھی مطلب ہو گا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کو معلوم کرنے کے بعد مجبور آیہ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب پیشگوئی کو ایسا گذشت کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی شخص صحیح نتیجے پر پہنچ بھی نہ سکے۔ اپنے دور اور مریدین کے لیے یہ سہولت پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ربوہ کے تسویں کی طرح پیش گوئیوں کو جدھر چاہیں کھینچ کر اپنا مطلب نکال لیں۔ پادری صاحب کہنے لگا جناب مرزا صاحب انجام آخرتم کے صفحہ 288 پر فرماتے ہیں۔ اس درماندہ انسان (عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، بڑائیاں ہوں گی۔ پس ان دلوں پر خدا کی لعنت ہو جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں۔

تو یہی زلزلے وغیرہ کی پیش گوئیاں جناب مرزا صاحب نے بھی کی ہیں۔ اور انہیں پیش گوئیوں کی بنیاد پر احمدی حضرات مرزا صاحب کو بنی مانتے ہیں۔ تو ہمیں بھی حق ہے کہ یہ کہیں خدا کی لعنت ان دلوں پر جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں مرزا صاحب کی نبوت پر دلیل ٹھہرائیں۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے نگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بد کار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع صاحب کو کیسی سوچھی، اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بد کار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی، کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسریسوع کی روح تھی، لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا اور بد تلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات خدا نظر آجائے گا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔

اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وہی کو کہنا پڑا کہ ہاں صاحب خدا نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربانی جائیں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے کیسا دا وکھیلا، یہی آپ کا طریق تھا۔ (روحانی خزانہ جلد 11 صفحہ 289، انجام آخرتم صفحہ 289 از مرزا)

مرزا صاحب کا کہنا ہے :

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا، اور جس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرا دیا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا، اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں۔

(انجام آخرتم صفحہ 290، از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افترا ہے۔ انہوں نے کبھی معجزہ مانگنے والوں کو نہ گالیاں دی ہیں،

نہ بھی مججزہ دکھانے سے انکار کیا ہے، بلکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو آپ نے قوم کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔

ترجمہ: بے شک میں آیا ہوں تمہارے پاس نشانیاں لے کر تمہارے رب کی طرف سے کہ میں بتا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا ہوا جانور اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں مادرزادا نہ ہے کو اور کوڑھی کو، اور زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں جو کچھ کھا کر آئے ہو اور جو کچھ رکھ کر آئے ہو گھر میں، بے شک اس میں نشانی پوری ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

إِنَّى قَدْ جِئْتُكُمْ بِأَيْةً مِّنْ رَّبِّكُمْ أَنِّي
أَخْلَقْتُكُمْ مِّنَ الطَّينِ كَهْيَةً الطَّيْرِ
فَأَنْفَخْتُ فِيهِ فَيَكُونُنَ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ
وَأَبْرِئْتُ الْأَسْكَمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأَخْيَ
الْمَوْقَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأَنْبَثْتُكُمْ بِمَا
تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْعُونَ فِي بَيْوَتِكُمْ
إِنْ فِي ذَلِكَ لَا يَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِينَ.

مذکورہ بالا آیت نے فیصلہ فرمادیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیانگ بہل قوم سے فرمایا کہ میں ان مججزات کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس مبعوث ہوا ہوں۔ نہ یہ کہ مججزہ دکھانے سے انکار کیا اور مججزہ مانگنے والوں کو گالیاں دیں۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مججزات عطا فرمائے تھے۔ فَعَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ۔ لیکن کافروں نے یہ کہہ کر یہ کھلا جادو ہے، مججزات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مججزات کے انکار کرنے والوں اور یہ کہنے والوں کو کہ یہ کھلا جادو ہے۔ کافر کہا ہے۔ ظاہر ہے کہ جادو کفر ہے اور جادو گر کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی کے مججزات کو جادوا اور نبی کو جادو گر کہنے والا کیوں کر مسلمان ہو سکتا ہے۔

هرزا صاحب کا کہنا ہے کہ:

مسیح کے مججزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہر عجائب بنا ہوا تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوذ مفلونج مبروس وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔
(از الہ اوہام صفحہ 163، روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 263 از مرزا غلام احمد صاحب)

هرزا صاحب فرماتے ہیں:

کیا تالاب کا قصہ مسیحی مججزات کی رونق کو دور نہیں کرتا۔ اس سے زیادہ ترقابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیش گویاں غلط لکھیں اس قدر صحیح نہ لکل سکیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ 6، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 106 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے ممکن ہے کہ آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو دغیرہ کو اچھا کیا ہو، یا کسی ایسی بیماری کا اعلان کیا ہو مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا، جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مشی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے مجذرات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے ظاہر کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی مجذہ ظاہر بھی ہوا ہو تو وہ مجذہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا مجذہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سو اکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

(انجام آخر صفحہ 291 روحانی خزانہ جلد 11 صفحہ 291، از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور رسول کو فرمی اور مکار کہنا اور پھر یہ کہ جس کے مجذرات کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہو اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرمادیں کہ میں نے اسے آیات اور پیشات کے ساتھ مبعوث کیا، اس کے مجذرات کا تو انکار کیا جائے اور پانی کے تالاب یعنی جو ہر جس میں کتنے موئیں اور بھی نہیں گوب کریں، اس کے مجذرات کو مانا جاوے۔ ایسی الٹی سمجھ بھی اللہ تعالیٰ کسی کو نہ دے۔ آمین ثم آمین۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ!!!

کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مشی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو، جیسے پرنڈہ پرواز کرتا ہے، یا اگر پرواز نہیں کرتا تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کی ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ بس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی مجذہ دکھلایا ہوا اور ایسا مجذہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چیزیں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں، دم بھی ہلاتی ہیں، اور میں نے سنا ہے کہ بعض چیزیں کلی کے ذریعہ پرواز بھی کرتی ہیں۔ بھی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت ملتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔

اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسریزی طریق سے بطور لہو و

لуб نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائب ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسرا چیزوں میں ڈال کر ان کو زندہ کرنے کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ مجی الدین ابن عربی کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اللہ اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابن مریم باذن حکم الہی المسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔ گوالسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے۔ بہر حال مسیح کی یہ تربی کار و ایسا زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لاکٹنہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔

اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید توی رکھتا تھا کہ ان مجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

(از الہ اوہام صفحہ 154 تا 158 روحاںی خزانہ جلد 3 صفحہ 254 تا 258 از مرزا صاحب)

از مؤلف: جب کوئی انسان ایک سچ چھپاتا ہے تو اسے دس جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ مرزا صاحب نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کیا تو کافی ہیر پھیر سے کام لیا۔ کبھی تو فرمایا: حق بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ نہیں ہوا، اور کبھی فرمایا: بہت بڑے کاریگر اور صناع تھے، لہذا کلوں کے ذریعے ان کی بہائی ہوئی مٹی کی چڑیاں پرواہ کرتی تھیں اور کبھی کہا کہ آپ کے معجزات عمل الترب یعنی مسریزم طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت کے تھے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو کچھ بھی ظہور میں آیا، وہ پايس وجہ نہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے آیات و پیشات عطا فرمائیں کیا بلکہ (نحوذ باللہ) آپ ایک ماہر فن مداری اور بہت بڑے تماشہ نما تھے۔ جسمانی امراض مثلاً مادرزاد اندھے اور کوڑھی وغیرہ کو چنگا اور درست کرنے والے معجزہ کے متعلق کبھی کہا، جس تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال تھا کہ آپ اس تالاب کی مٹی استعمال کرتے تھے۔ اور کبھی کہا یہ اور مُردوں کا زندہ کرنا وغیرہ یہ سب کچھ عمل الترب، یعنی مسریزم کے طریق سے تھا اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ عمل یعنی مسریزم ایسا قدر کے لاکٹنہیں۔ اولیاء اللہ اور اہل سلوک اور کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔ اور میں بھی اگر مکروہ نہ سمجھتا تو کافی حد تک مشق کر لیتا۔ تو کیا حضرت عیسیٰ اور المسع علیہ السلام کاملین میں سے نہ تھے کہ ان کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت

ہو چکی ہے کہ حضرت ابن مریم باذن حکم الہی اسیع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے گو ایسیع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے، کیونکہ ایسیع کی لاش نے بھی وہ مججزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ عمل براہے اور مرتضی اصحاب اسے مکروہ جانتے ہیں اور اولیاء اللہ اور اہل سلوک کا طین حضرات ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں تو حضرت عیسیٰ اور حضرت اسیع علیہما السلام جو کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔ وہ بکلی طور ایسے عملوں سے دور رہتے۔

ان کے متعلق کیوں مرتضی اصحاب فرماتے ہیں کہ عمل الترب یعنی مسریزم میں کمال رکھتے تھے۔ کیا یہ ان پر افتراض نہیں تو اور کیا ہے۔ (اعاذنا اللہ من ذالک)

پھر ستم یہ کہ جب یہ عمل لاکٹ قدر نہیں اور مکروہ ہے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبوری پیش آگئی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے سیکھنے کے واسطے حکم فرمایا اور جو کام اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اس ناقابل قدر اور مکروہ عمل کے ذریعہ لیا ہے وہ کسی لاکٹ قابل قدر اور پاک عمل کے ذریعہ نہیں لیا جا سکتا تھا؟ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ مرتضی اصحاب فرماتے ہیں۔

واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک بڑا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تینیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لیے اپنی دلی و دماغی طاقت کو خرچ کرتا رہے، وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت نکما اور ضعیف ہو جاتا ہے اور امر تنور یا باطن اور ترذیک یہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گوئی جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعے سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔

(از الله اوہام صفحہ 158، روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 258 از مرتضی اعلام احمد صاحب)

پھر مرتضی اصحاب کا کہنا ہے:

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آ کرو کیا ہنا کیں گے (ضرورت ہی کیا ہے اللہ تعالیٰ کو ان کے دوبارہ بھیجنے کی۔ ایک دفعہ تو فلسطی ہو گئی)

(نحوذ پا اللہ من ذالک) (اخبار بدروم رخہ 9 مئی، 1907، صفحہ 5)

از مؤلف: مرتضی اصحاب کا مذکورہ بالاقول اگر صحیح ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں معبوث فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہیں تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام عبیث اور غیر ضروری و حندوں میں پڑ کر اصل مقصد کو

فوت کر دیں گے۔ یعنی امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے، اس کے ہاتھ سے بہت کم انعام پذیر ہو گا۔ رشد و ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے پارہ میں ناکام رہیں گے۔ علم ما کان یکون اللہ تعالیٰ کی صفات لازمہ میں سے ہے۔ وہ خدا ہی کیا جسے یہ پتہ بھی نہیں تھا کہ میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لیے بھیج رہا ہوں کہ وہ ہدایت رشد و توحید اور دینی استقامتوں کو دلوں میں کامل طور پر قائم کرے۔ مگر وہ ناکام ہوں گے۔

اور اگر کہو کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے نااہل کو کیوں مبیوث فرمایا۔ دونوں صورتوں میں (نعوذ باللہ) اللہ پر الزام آتا ہے۔ احمدی دوستوں کے پاس کیا جواب ہے۔ یا پھر یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رشد و ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کو دلوں میں قائم کرنے کے لیے نہیں مبیوث فرمایا تھا، بلکہ جسمانی امراض کے رفع دفع اور علاج کے واسطے ایم بی بی ایس ڈاکٹر مقرر ہو کر آئے تھے۔

ترجمہ: جب حیانہ ہو تو جو دل چاہے وہی کر۔

اذ لم تستحي فاصنع ما شئت

احمدی دوستوں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے ہیں سب کو یہی کہا کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لاکن نہیں، سو میری ہی عبادت کرو۔	وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوَحِّي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَأَعْبُدُونَ (سورۃ الانبیاء آیت 25 پارہ 17)
--	--

مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اننبیاء علیہم السلام کو رشد و ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے واسطے مبیوث فرمایا کرتے ہیں۔ امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس ان کی بعثت کا اصل مقصد ہوتا ہے اور رسولوں کے انتخاب میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ کسی نااہل کو نبوت عطا فرما کر قوم کی طرف بھیجا ہو۔ اور وہ ہدایت رشد و توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کی بجائے جسمانی امراض کے رفع دفع کرنے میں اپنی تمام تر طاقت صرف کر دے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس جو اصلی مقصد ہے وہ اس سے فوت ہو جائے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پارے میں مرزا غلام احمد کا خیال ہے۔ یہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو ہیں اور اس پر تہمت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم اور انتخاب کو بھی غلط قرار دینا ہے۔ (اعاد ذ نا اللہ من ذالک)

لطفیفہ:

نااظرین کرام! آپ گذشتہ طروں میں پڑھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مESSAGES

اور پیش گوئیوں کا صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ مذاق بھی اڑایا لیکن جب مرزا صاحب کے زمانے میں طاعون پڑی اور زلزلے آئے، تو فرمائے گے حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل متشی پاپ 24 میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کے وقت طاعون پڑے گی۔ حضرت مسیح نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے۔

(کشتی نوح صفحه ۵، مندرجہ روحانی خزانہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۵ از مرزا صاحب)

پھر لطیفہ پر لطیفہ یہ کہ : جب ہم نے متی باب 24 کو کھول کر دیکھا تو وہاں صاف الفاظ میں یہ لکھا ہوا پایا۔ اور جب وہ زیتون کے پھاڑ پر تھا، اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آ کر کہا۔ ہم کو بتایہ باتیں کہ ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا، کہ خبردار کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مجھ ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے، خبردار گھبراہ چانا کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی۔ اور جگہ جگہ کال پڑیں گے۔ اور بھونچاں آئیں گے۔۔۔ اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑیں ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔۔۔

قارئین کرام! حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کو قوم کی ہدایت کے واسطے مبعوث فرماتے ہیں تو معنوی مجرزات یعنی مدعی ثبوت کے وہ نمایاں اوصاف و ملکات جو اللہ تعالیٰ کسی کسب کے بغیر شروع ہی سے اس میں ودیعت فرماتے ہیں مثلاً اس کی صداقت امانت اس کے معالی اخلاق، اس کی علومنگتی، مستقل مزاجی، شجاعت، خوبصورتی، تعلیم و تزکیہ، روحانی جسمانی عیوبوں سے بے عیب اور ماضی کا بے دار غ ہونا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ فقد لبست فيكم عمر امن قبلی افالا عقولون ۵ وغیره کے علاوہ حسی مجرزات بھی، مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا خوفناک اثر دہا بن جانا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انگلی کے اشارہ سے چاند کا دو بلکڑے کرنا، بھی عطا فرماتے ہیں۔ تا اپنے من جانب اللہ نے پر بطور دلیل پیش کر سکیں۔ ثبوت کی تاریخ سے ان میں ایسا زروم ثابت ہوتا ہے کہ کسی نبی کی زندگی مجرزات سے خالی نہیں ملتی۔ اسی تاریخ کے بناء پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو آپ سے بھی مجرزات طلب کیے گئے۔

ترجمہ: اسکو چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جیسے پہلے پیغمبر نشانیاں (معجزات) لے کر آئے تھے۔

فَلَيَئِنْتَ بِاِيُّتِ كَمَا اُرْسِلَ اُلَّا وَ لُونَ^٥
(سورة الانبياء آیت ١٧ پاره ٥)

اسی کے ساتھ صحیح بخاری میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ان الفاظ میں موجود ہے۔

ما من نبی من الا نبیاء الا اعطی من
الایات ۵

ترجمہ: کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جسے کچھ نہ پکھ مججزات نہ دیے
گئے ہوں۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ حسی مججزات برق ہیں تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مججزہ خدائی فعل ہوتا ہے۔ خود رسولوں کا فعل نہیں ہوتا۔ اس کا ظہور بھی اللہ کے ارادے اور مشیت پر موقوف ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے ارادہ کو مججزات میں ذرا بھر بھی دخل نہیں ہوتا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ قرآن شریف جب مججزات کا تذکرہ کرتا ہے تو ہمیشہ اس طور سے کرتا ہے کہ وہ رسالت کی طرح رسولوں کو اپنی طرف سے دے کر بھیجے جاتے ہیں۔ یہ حقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی سرگزشت سے بہت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

جب ان کو نبوت عطا ہوئی تو اس کے ساتھ ساتھ رب العالمین کی طرف سے ان کو خاص طور پر دو مججزے بھی
مرحمت ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کیا ہے تیرے دائیں ہاتھ میں اے موسیٰ!	وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَمُوسِي ۝ (سورہ طہ آیت ۱۷ پارہ ۱۶)
موسیٰ علیہ السلام بولے یہ میری لاٹھی ہے۔	قَالَ هِيَ عَصَمَى (سورہ طہ آیت ۱۸ پارہ ۱۶)
فرمایا اللہ تعالیٰ نے ڈال دے اس کو اے موسیٰ۔	قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوسِي (سورہ طہ آیت ۱۹ پارہ ۱۶)
تو اسکو ڈال دیا، پھر اسی وقت وہ سانپ ہو گیا دوڑتا ہوا۔	فَأَلْقِهَا فَإِذَا هِيَ حَيَةٌ تَسْعَى (سورہ طہ آیت ۲۰ پارہ ۱۶)
بھاگا موسیٰ پیٹھ پھیر کر اور مڑ کر نہ دیکھا۔	وَلَيْ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعْقِبْ (سورہ نہل آیت ۱۰ پارہ ۱۹)
فرمایا اللہ تعالیٰ نے پکڑ لے اس کو اور مت ڈراس کو ہم ابھی پھیر دیں گے پہلی حالت پر۔	قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخْفُ سَنْعِيلَهَا سِيرَةَ هَا الْأُولَى (سورہ طہ آیت ۲۱ پارہ ۱۶)

اب ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ تو یہ پستہ تھا کہ عصا ڈالنے کے بعد یہ سانپ بن جائے گا اور نہ یہ پتا تھا کہ دوبارہ پکڑنے پر یہ پھر عصا بن جائے گا۔ چونکہ یہ خدائی فعل تھا۔ لہذا لاٹھی سے سانپ اور سانپ کے

دوبارہ پھر لائجی بن جانے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مطلق بے خبر تھے اور یہی وجہ ہے جب آپ نے لائجی کو سانپ کی شکل میں دیکھا تو مارے ڈر کے پیچھے پھیر کر بھاگے اور مر کر بھی نہ دیکھا۔ ورنہ اپنے پیدا کردہ مجذہ سے ڈرنے اور بھاگنے کا کیا معنی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ جب دوسرا مجذہ یہ بیضا والا عطا فرمایا تو ارشاد ہوا

فَذَانِكَ بُرُّ هَانَانِ مِنْ رَبِّكَ إِلَى فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِكَةِ
(سورۃ القصص آیت 32 پارہ 20)

سویہ دو سن دیں نشانیاں مجذہے تیرے رب کی طرف سے ہیں (امام جنت کے واسطے)، فرعون اور اس کے سرداروں پر

قُدْ جِئْتُكُمْ بِبِيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ
(سورہ آل عمران آیت 49 پارہ 3)

مذکورہ بالابیان سے ثابت ہو گیا کہ مجذہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو اپنی قدرت کاملہ سے اپنے نبی کے ہاتھوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ تو پھر کیوں کسی نبی کے مجذہات کا انکار کیا جائے اور خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجذہات کو یہ کہہ کر دیکھا جاوے کہ ما درزادا نہ ہے کویناً دینا اور مبروس کو مرض برص سے شفاء دینا اور مٹی کے پرندوں میں جان ڈالنا، اور مردے کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہ جو کچھ مجھ سے ظاہر ہوا ہے میری ذاتی طاقت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور ارادے کو اس میں کوئی دخل نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاف طور پر فرمایا: یہ مجذہات جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں باذن اللہ، اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہیں۔ میرا کام صرف مٹی سے پرندہ کی شکل بنانا ہے اور اس میں پھونک مارنا ہے، زندہ کر کے اڑانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ میرا کام ما درزادا نہ ہے کی آنکھ اور مبروس کے بدن پر ہاتھ پھیرنا ہے پیناً اور شفاء دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ میرا کام صرف مردے کے زندہ ہو جانے کی دعا کرنا ہے۔ دعا، قبول فرمائ کر زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ چنانچہ امام زہفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی مردے کو

اخراج البیهقی فی الا سماء و الصفات. ان عیسیٰ ابن مريم کان اذا اراد ان يحيی الموتی

صلی رکعتین... فاذا فرغ مدح لله والثني
علیہ ثم دعا بسبعة اسماء يا قدیم يا حی يا
 دائم يا فرد يا احد يا وتر يا صمد
(الدر منثور جلد 2)

نفل پڑھتے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد و شاء کرتے
اور سات ناموں سے دعا کرتے،
یا قدیم، یا حی، یا دائم، یا فرد، یا احد، یا وتر،
یا صمد

اب جبکہ یہ صورت حال ایک امر واقعی کے طور پر موجود ہے، تو آخیزی علیہ السلام کے مجزات کو تسلیم کرنے سے
کیوں گریز کیا جائے؟ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ یہ خدائی صفات ہیں اور یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکا
نہ خیال ہے کہ مسیح مسیحی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مجھ کے جانور بنادیتا تھا۔ اسی طرح
سے مادرزاداں ہے اور مبروس کے متعلق اور ایسا ہی احیاء موتی کے متعلق بھی کہتے ہیں۔ میں گذشتہ صفحات میں
تفصیل سے یہ ثابت کر چکا ہوں کہ مجزہ خدائی فعل ہوتا ہے۔ اس میں نبی کے ارادے اور طاقت کو کوئی دخل
نہیں۔ دوسری طرز سے یہ جانتا چاہیے کہ پیڑ پر پھل لگانا اور ہر قسم کے پودے کو بار آور کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی
صفات میں سے ہے۔

لیکن جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی تصنیف سیرۃ المہدی کے صفحہ 4 پر لکھتے ہیں: بیان کیا مجھ سے
والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں پھر رہے تھے، جب آپ سنگڑہ کے ایک
درخت کے پاس سے گذرے تو میں نے یا کسی اور نے (یعنی والدہ صاحبہ) نے کہا کہ اس وقت سنگڑہ کو دل
چاہتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا تم نے سنگڑہ لینا ہے؟ والدہ صاحبہ نے یا اس شخص نے کہا ہاں لینا
ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے اس درخت کی شاخوں پر ہاتھ مارا، اور جب آپ کا ہاتھ شاخوں سے الگ ہوا
تو آپ کے ہاتھ میں سنگڑہ تھا اور آپ نے فرمایا! یہ لو والدہ صاحبہ نے کہا! زرور ٹک کا پکا ہوا سنگڑہ تھا۔ خاکسار
نے دریافت کیا کہ کیا اس وقت سنگڑہ کا موسم تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا! نہیں۔ اور وہ درخت پھل سے بالکل
خالی تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 4 روایت 6۔ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

غور فرمادیں کہ یہاں نہ تو مرزا صاحب نے فرمایا کہ یہ مجزہ جو مجھ سے ظاہر ہوا ہے یہ دراصل باذن اللہ، اللہ کے
حکم سے ہے اور نہ ہی کسی دوسرے احمدی دوست نے یہ مجزہ بیان کر کے باذن اللہ کی قید لگائی ہے۔ باوجود اس
کے تمام احمدی احباب جناب مرزا صاحب کے اس مجزہ پر ایمان رکھتے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان
مجزات کو بجا تسلیم کرنے کے الثانیاً اڑاتے ہیں۔ جن کے متعلق آپ یعنی (عیسیٰ علیہ السلام) فرمائے ہے

ہیں باذن اللہ، یہ جو کچھ مجھ سے بطور مجرہ ظاہر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور مشیت سے ہے اور اللہ تعالیٰ بھی بار بار فرمائے ہیں!!!!

عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا تجھ پر اور تیری ماں پر، جب تو بنتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے، پھر پھونک مارتا تھا اس میں تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادرزاد از اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے، اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے اور جب دور رکھا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے (گرفتار کرنے سے تجھ کو) جب تو لے کر آیا ان کے پاس مجزات تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں، یہ مجزات نہیں بلکہ مسیریم (جادو) ہے کھلا۔

وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطَّيْنِ كَهْيَةً
الظَّيْرِ فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا
بِإِذْنِي طَوَّتْ بِرَصَنِي طَوَّا طَرْحِي
الْمَوْقِي بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي
إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتُهُمْ
بِالْبِيَنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ
إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

(سورۃ المائدہ آیت 110 پارہ 7)

اب ظاہر ہے کہ جس طرح مردے زندہ کرنا انسانی طاقت سے بالا ہے، یعنیہ درخت سے پھل حاصل کرنا جبکہ شاخیں پھل سے خالی ہوں اور پھل کا موسم بھی نہ ہو، ناممکن اور انسانی قبضہ قدرت سے باہر ہے۔

ہمارے مخاطب احمدی احباب کے پاس سوائے اس کے اور کیا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مرزا صاحب کے ہاتھ پر سگترے کا مجرہ ظاہر فرمایا ہے۔ تو ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اس میں کیا شک ہے کہ مردے زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ کسی انسان کو کیا طاقت ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ میں مردے زندہ کر سکتا ہوں، ہاں اللہ تعالیٰ کو طاقت ہے کہ مجرزانہ طور پر جس نبی کے ہاتھوں سے چاہے مرے ہوئے زندہ فرمادے، اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معنوی مجزات کیسا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حسی مجزات بھی عطا فرمائے تھے۔ کمامر۔

لیکن جو ایمان دارتھے، انہوں نے کہا

رَبَّنَا أَمْنَا بِمَا أَنْزَلْتَ وَأَتَبَعْنَا الرَّسُولَ
فَأَكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝

(سورۃ آل عمران آیت 53 پارہ 3)

اے رب ہمارے ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے اتنا را اور ہم تابع ہوئے رسول کے۔ تو لکھ ہمیں ماننے والوں میں۔

فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هُنْمُ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ

(سورة المائدہ آیت 110 پارہ 7)

مگر جو لوگ کافر تھے ان میں سے کہنے لگے نہیں یہ،
مججزات مگر جادو (مسمریزم) کھلا

پس قرآن کی اس نص صریح نے فیصلہ کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مججزات کا انکار خواہ احمدی کریں یا کوئی اور سب کافر ہیں۔

مرزا صاحب کہتے ہیں: غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد ہے اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مسیحی کے پرندے بننا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مجھ کے جانور بنادیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لیے اس تالاب کی میثی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔

(ازالہ اوہام صفحہ 263، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 3 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف : مرزا صاحب روح القدس کی تاثیر تالاب میں تو مانتے ہیں، اور اس سے کوئی شرک لازم نہیں آتا حالانکہ یہ تالاب میں روح القدس وغیرہ کی تاثیر والی کہانی محض افتراء ہے جسے جناب مرزا صاحب نے اپنی طرف سے گھڑلیا ہے۔ جس کا ذکر قرآن و حدیث میں قطعاً نہیں ہے۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام سے وہی فعل بطور مججزہ ظاہر ہو تو شرک ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

اور دییے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو مججزات اور مدد کی ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس سے۔

وَاتَّيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدْسِ

(سورۃ البقرہ آیت 87 پارہ 1)

لیکن مرزا صاحب کے نزدیک یہ سب کچھ مسمریزم یعنی مداری کا کھیل تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں: بہر حال (عیسیٰ علیہ السلام کا) یہ مججزہ صرف ایک کھیل ہی کی قسم میں سے تھا۔ اور وہ میثی درحقیقت ایک میثی ہی رہتی تھی جیسا کہ سامری کا گوسالہ۔ (ازالہ اوہام صفحہ 263، روحانی خزانہ جلد 3 از مرزا)

مرزا صاحب فرماتے ہیں: بغیر اس کے کہ یہ کہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے۔ کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔

(اجاز احمدی ضمیمه نزول مسیح صفحہ 16، روحانی خزانہ جلد 19 صفحہ 120 از مرزا صاحب)

احمدی دوستوجب مرزا صاحب نے یہ مان لیا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی کہا تو پر اور کس

دلیل کی ضرورت رہ گئی۔ اور جب بقول مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے جھوٹے ہونے پر کئی دلائل قائم ہیں تو وہ نبی نہ ہوئے اور اگر قرآن شریف نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے تو ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں کیسے؟

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ:
ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹ لکھیں۔
(روحانی خزانہ جلد 19، اعجاز احمدی صفحہ 121 از مرزا غلام احمد صاحب)

از مؤلف: مرزا صاحب کی مذکوہ بالاعبارت سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعت و باللہ من ذاک) نبی نہیں تھے، کیونکہ اننباء علیہم السلام کی پیشگوئیاں من جانب اللہ ہوتی ہیں، جو کہ پوری ہو کر رہتی ہیں۔ اور صرف ہمارے نزدیک ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب بھی مانتے ہیں۔

چنانچہ کشتی نوح صفحہ 5 پر فرماتے ہیں ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ اب ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں جھوٹی لکھیں تو ان کی نبوت کیوں کر ثابت ہوئی۔ دیکھا مرزا صاحب نے کس صفائی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ہاتھ صاف کر دیا (لعلتہ اللہ علی الکذبین)

مرزا صاحب فرماتے ہیں :

ایک شریر مکار جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔ (روحانی خزانہ جلد 11 صفحہ 289 از مرزا)

قارئین کرام یہ ایسے ہے جیسے آپ کہیں یہ لڑکا بہت شراری ہے اس میں تو سچ مج شیطان کی روح ہے۔ گویا یسوع اتنا بڑا شراری ہے کہ جس پر یسوع کا سایہ پڑے وہ بھی شراری بن جاتا ہے۔ مرزا صاحب کا کہنا کہ ایک شریر مکار جس میں سراسر یسوع کی روح تھی تو خود یسوع کتنا بڑا شریر ہو گا۔ اب مرزا صاحب کے حسب ذیل ارشادات سنیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

1- اللہ تعالیٰ نے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔

(تحفہ قیصریہ صفحہ 20 روحانی خزانہ جلد 12 صفحہ 272 از مرزا صاحب)

2- میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں۔۔۔۔۔ بروز کے طور پر یسوع کی روح سکونت رکھتی ہے۔

(تحفہ قیصریہ صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزانہ جلد 12 صفحہ 273 از مرزا صاحب)

3- میں مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں۔ اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی مشابہ

واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دلکش رے اور ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔

(براہین احمد یہ صفحہ 593 روحاںی خزانہ جلد 1 صفحہ 593 از مرزا غلام احمد صاحب)

4۔ میں مثل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ کے بعض روحاںی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ خدا نے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں۔

(از الہ اولہم صفحہ 92 روحاںی خزانہ جلد 3 صفحہ 192 از مرزا غلام احمد صاحب)

5۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا۔

(تحفہ قیصریہ صفحہ 20 روحاںی خزانہ جلد 12 صفحہ 272 از مرزا غلام احمد صاحب)

قارئین کرام مرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کی سیرت کا جو نقشہ کھینچا ہے اس کا مطالعہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حسب ذیل 18 عادات اور خواص مسیح علیہ السلام میں یقیناً تھے وہ یہ کہ

1۔ مسیح علیہ السلام شرابی تھے۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

2۔ بد زبان تھے۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

3۔ وہ نہایت غیر مہذب الفاظ استعمال کرتے تھے۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

4۔ وہ مسمریزم جیسے قابل نفرت اور بد خاصیت عمل میں کمال رکھتے تھے۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

5۔ روحاںی تاثیروں میں ضعیف، نکلے اور قریب قریب ناکام تھے۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

6۔ اس درماندہ انسان کی پیش گویاں بے معنی تھیں۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

7۔ اس کی نبوت کے ابطال پر کئی دلائل قائم تھے۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

8۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

9۔ ان کی مجرزانہ پیدائش ایسی تھی جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے پیدا ہو جائیں۔ (نحوذ باللہ من ذالک)

10۔ وہ رجولیت سے محروم تھے اور نہیجدا ہونا کوئی صفت نہیں۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

11۔ گندی گالیوں کی وجہ سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کر لیا تھا۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

12۔ آپ کے ہاتھ میں سوانے مکرو弗ریب کے اور کچھ نہیں تھا۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

13۔ آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

14۔ آپ کا کنجھریوں سے میلان اور صحبت بھی اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت درمیان میں رہے۔
(نحوذ باللہ من ذالک)

- 15۔ آپ علمی اور عملی قوی میں بہت کچے تھے۔ (نحوذ باللہ من ذا لک)
- 16۔ آپ ایک دفعہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ (نحوذ باللہ من ذا لک)
- 17۔ نوجوان بے تعلق عورت آپ کی خدمت کرتی تھی۔ (نحوذ باللہ من ذا لک)
- 18۔ ایک آدمی شریر اور مکار صرف اس وجہ سے تھا کہ اس میں سراسر یسوع (مسیح) کی روح تھی۔ (نحوذ باللہ من ذا لک)

قارئین کرام، حضرات مسیح علیہ السلام کی سیرت جو مرزا صاحب نے پیش کی ہے پیش نظر کہ کمرزا صاحب کے مذکورہ پانچ دعوے بھی آپ کے سامنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی وغیرہ وغیرہ۔ کیا کوئی احمدی دوست مرزا صاحب کو مثلی مسیح مان کر یہ اٹھا رہ خواص و عادات مرزا صاحب میں ماننے کو تیار ہے مثلاً یہ کہ مرزا صاحب شرایبی تھے۔ بد زبان تھے۔ وہ نہایت ہی غیر مہذب اناہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔ وہ مسمزیم جیسے قابل نفرت اور بد خاصیت عمل میں کمال رکھتے تھے۔ روحانی تاثیروں میں ضعیف اور نکھے اور قریب قریب ناکام تھے۔ اس درماندہ انسان یعنی مرزا صاحب کی پیشگوئیاں بے معنی تھیں، وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ جو جو اور جتنے عیوب مرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کے اندر بیان کیے ہیں وہ سارے کے سارے مرزا صاحب کے اندر ہونے لازمی ہیں۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الہ یعنی معبود اور خدا کے بیٹے ہونے کی بھرپور تردید کی ہے کہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام الہ معبود تھے اور نہ خدا کے بیٹے تھے۔ یونہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تردید فرمائی ہے اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز بیان بھی دیکھیں اور مرزا صاحب نے بھی تردید کی ہے۔ اسکا طرز بیان بھی دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: مسیح نے کبھی اس بات کو عارثیں سمجھا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو۔ پیشک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ حالانکہ مسیح ابن مریم نے کہا تھا کہ اے نبی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو، جورب تھارا اور میرا ہے۔ جس نے اللہ کیسا تھکی کوشیک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر

لَنْ يَسْتَكْفَفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدَ اللَّهِ
۝ لَقَدْ كَفَرَ الْأَدِيْنَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ
الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمٍ طَ وَقَالَ الْمَسِيحُ
يَسِّيْرِ اسْرَائِيلَ عَبْدُ اللَّهِ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ إِنَّهُ
مَنْ يُشْرِكُ بِإِنَّ اللَّهِ فَقَدْ حَرَمَ اللَّهَ عَلَيْهِ
الْجَنَّةَ وَمَا وَاهَ النَّارَ وَمَا لِظَالِمِينَ مِنْ

انصار ۰

(سورۃ المائدۃ آیت 72 پارہ 6)

دی۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مدد
گار نہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الظِّنَّ فَأَلُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثٌ
ثَلَاثَةٌ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ ط

(سورۃ المائدۃ آیت 73 پارہ 6)

مسیح ابن مریم نہیں ہے مگر اللہ کا رسول۔ اس سے پہلے اور
بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ اسکی والدہ ایک
راست باز عورت تھی اور دونوں کھانا کھلاتے تھے۔

مَا الْمَسِيْخُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ط
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط أُمَّةٌ
صِدِّيقَةٌ ط كَانَ يَا كُلُونِ الطَّعَامِ

(سورۃ المائدۃ آیت 75 پارہ 6)

اور عیسائی کہتے ہیں۔ مسیح اللہ کا پیٹا ہے۔ یہ بے حقیقت
باتیں ہیں جو انہوں سے اپنی طرف سے گھڑی ہیں اور یہ
دیکھا دیکھی ان لوگوں کی جوان سے پہلے کفر میں مبتلا
ہوئے تھے۔

وَقَالَتِ النَّصْرَى الْمَسِيْخُ ابْنُ اللَّهِ ط
ذِلِّكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَا هُنُوْنَ
قَوْلُ الظِّنَّ كَفَرُوا مِنْ قَبْلِ ط قَاتَلُهُمْ
اللَّهُ اَنَّى يُؤْفَكُوْنَ ۝

(سورۃ التوبۃ آیت 30 پارہ 10)

خدا کی ماراں لوگوں پر یہ کہاں سے دھوکا کھا رہے ہیں
انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنارب
بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو
ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا
تھا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پاک ہے وہ ذات ان
مشرکانہ باتوں سے، جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

إِنَّهُمْ لَدُلُوْ أَحْبَارٌ هُمْ وَ رُهْبَانُهُمْ أَرْبَابًا
بِاَمْنَ دُوْنِ اللَّهِ وَ الْمَسِيْخَ ابْنَ
مَرْيَمَ ط وَ مَا أُمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوْ إِلَهًا
وَاحِدًا ط لَا إِلَهٌ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

(سورۃ التوبۃ آیت 31 پارہ 10)

پیشک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا۔ مسیح ابن مریم
خدا ہی ہے۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے کہو
کہ اگر اللہ مسیح ابن مریم اور اسکی والدہ کو اور تمام زمین

لَقَدْ كَفَرُوا الظِّنَّ فَأَلُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ
الْمَسِيْخُ ابْنُ مَرْيَمَ ط قُلْ فَمَنْ
يَمْلِكُ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ إِرَادَ أَنْ

والوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کس کو مجال ہے کہ اس کو اس ارادے سے باز رکھے۔

يُهْلِكَ الْمَسِيحُ ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّةً وَ
مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
(سورۃ المائدۃ آیت 17 پارہ 6)

اے اہل کتاب اپنے دین میں غلوتہ کرو۔ اور اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی بات منسوب نہ کرو۔ مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ اللہ کا رسول تھا، اور ایک فرمان تھا، جو اللہ نے مریم کی طرف بھیجا۔ اور ایک روح تھی پس تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاو۔ اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ (یعنی عیسیٰ اور اس کی والدہ اور تیرسا خود خدا۔ اور شرک کرنے سے باز آجائو۔) یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُبُوا فِي دِينِكُمْ
وَلَا تَقُولُوا أَعْلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ إِنَّمَا
الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولٌ
اللَّهِ وَ كَلِمَتَهُ طَالَقَهَا إِلَى مَرْيَمَ وَ
رُوحٌ مِنْهُ فَآمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا
تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ إِنْ تَهُوَا خَيْرٌ لَكُمْ.
(سورۃ النساء آیت 171 پارہ 6)

حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بحث کی۔ کہنے لگے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے اور جھوٹ موت، انہیں خدا کا بیٹا بنانے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے نہیں کہ بیٹا اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ اور لا قائمی ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک دن موت آئے گی۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب ہر چیز کا بنانیوالا ہے۔ وہ سب کی غنہداشت کرتا ہے۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا وہ سب کا رزاق ہے کہنے لگے کیوں

عَنِ الرَّبِيعِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ إِنَّ النَّصْرَى إِنَّمَا رَسُولُ اللَّهِ
تَعَالَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَا
صِمُّوْهُ فِي عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَ قَالُوا
لَهُ مِنَ الْوَهْوَ وَ قَالُوا أَعْلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ وَ لَبَهْتَانَ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ إِنَّهُ لَا يَكُونُ وَلَدًا إِلَّا هُوَ
يَشْبَهُ أَبَاهُ قَالُوا بَلَى فَقَالَ أَسْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ إِنَّ رَبَّنَا حُنُّ لَا يَمُوْتُ وَ
إِنَّ عِيسَى يَاتِي عَلَيْهِ الْفَنَاءَ قَالُوا بَلَى
قَالَ أَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ إِنَّ رَبَّنَا قِيمٌ

نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسے اختیارات رکھتے ہیں؟ کہنے لگے کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تھیں علم نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر عرش سے فرش تک کچھ پوشیدہ نہیں۔ کہنے لگے کہ درست ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام بھی بن بتائے یہ سب کچھ جان لیتے ہیں۔ کہنے لگے ہرگز نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر مادر شکم میں بنائی، پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ خدا کھانے پینے اور پاخانہ پیشاب سے پاک ہے۔ کہنے لگے کہ صحیح ہے۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ عیسیٰ علیہ السلام شکم مادر میں اس طرح رہے جیسے دوسرے بچے رہتے ہیں۔ پھر سب انسانوں کی طرف پیدا ہوئے پھر بچوں کی طرح ماں کا دودھ پیا۔ پھر کھاتے پیتے رہے اور بول و براز کرتے رہے۔ کہنے لگے، کیوں نہیں فرمایا! پھر کیا تمہارا یہ خیال باطل درست ہو سکتا ہے، پس وہ حقیقت کو پا گئے مگر ہٹ دھرمی سے انکار کرتے رہے۔

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ يَكُلُوْهُ وَيَحْفَظُهُ، وَ
يَرْزُقُهُ قَالُوا بَلِّي قَالَ فَهُلْ يَمْلِكُ
عِيسَى مِنْ ذَالِكَ شَيْءًا。 قَالُوا إِلَّا
قَالَ أَفَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا
يُخْفِي عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا
فِي السَّمَاءِ قَالُوا بَلِّي قَالَ فَهُلْ تَعْلَمُ
عِيسَى مِنْ ذَالِكَ شَيْءًا إِلَّا مَا عَلِمَ
قَالُوا إِلَّا قَالَ فَإِنَّ رَبَّنَا صَوَرَ عِيسَى
فِي الرِّجْمَ كَيْفَ يَشَاءُ أَلَّا سَتُّمْ
تَعْلَمُونَ إِنَّ رَبَّنَا لَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ
وَلَا يُشْرِبُ الشَّرَابَ وَلَا يُحْدِثُ
الْحَدَثَ قَالُوا بَلِّي قَالَ أَلَّا سَتُّمْ
تَعْلَمُونَ إِنَّ عِيسَى حَمَلَتْهُ أُمَّةٌ كَمَا
تَحْمِلُ الْمَرْأَةُ ثُمَّ وَضَعَتْهُ كَمَا
تَضَعُ الْمَرْأَةُ وَلَدَهَا ثُمَّ غَذَى كَمَا
تَغْذِي الْمَرْأَةُ الصَّبِيُّ ثُمَّ كَانَ يَأْكُلُ
الْطَّعَامَ وَيُشْرِبُ الشَّرَابَ، وَ
يُحْدِثُ الْحَدَثَ قَالُوا بَلِّي قَالَ
فَكَيْفَ يَكُونُ هَذَا كَمَا زَعَمْتُمْ فَعَوَ
فُو اثُمَّ أَبُوَا لَا حَجُورًا.

(در منشور صفحہ 3 جلد 2)

ناظرین کرام یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا انداز تردید۔ الوہیت مسیح۔ مجال کہ ذرہ بھرا شارہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا پہلو لکھے۔ اب آپ اگلے صفحات میں مرزا کا بھی انداز تردید ملاحظہ فرماؤں۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے:

مسح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرایبی، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بیس، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (روحانی خزانہ جلد 9 صفحہ 387، نور القرآن جلد 2 صفحہ 12)

میرزا صاحب کا کھنڈا ہے کہ:

اب دوسرا نہ ہب یعنی عیسائی باتی ہے، جس کے حامی نہایت زور شور سے اپنے خدا کو جس کا نام انہوں نے یسوع مسیح رکھا ہوا ہے۔ بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں۔ اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی، مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے، جو 32 برس کی عمر پا کر اس دارفانی سے گزر گیا۔ جب ہم سوچتے ہیں کہ کیوں کروہ گرفتار ہونے کے وقت ساری رات دعا کر کے بھی اپنے مطلب سے نامرا درہا اور ذلت کے ساتھ پکڑا گیا اور بقول عیسائیوں کے سولی پر کھینچا گیا اور لبی لبی کرتا مر گیا۔ تو ہمیں یک دفعہ بدن پر لرزہ پڑتا ہے کہ کیا ایسے انسان کو جس کی دعا بھی جناب الہی میں قبول نہ ہو سکی اور نہایت ناکامی اور نامرادی سے ماریں کھاتا کھاتا مر گیا۔ قادر خدا کہہ سکتے ہیں۔ ذرا اُس وقت کے نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لا وجہ کہ یسوع مسیح حوالات میں ہو کر پلاطوس کی عدالت سے ہیرودوس کی طرف بھیجا گیا۔ کیا یہ خدائی کی شان ہے کہ حوالات میں ہو کر ہنگڑی ہاتھ میں، زنجیر پیروں میں، چند سپاہیوں کی حراست میں چالان ہو کر جھوڑ کیاں کھاتا ہوا گلیل کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس حالت پر طامت میں ایک حوالات سے دوسری حوالات میں پہنچا۔ پلاطوس نے کرامت دیکھنے پر چھوڑنا چاہا۔ اس وقت کوئی کرامت دکھانہ سکا۔ ناچار پھر حراست میں واپس کر کے یہودیوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور انہوں نے ایک دم اس کی جان کا قصہ تمام کر دیا۔

اب ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا اصلی اور حقیقی خدا کی بہی علامتیں ہوا کرتی ہیں۔ کیا کوئی پاک کا نشنس اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ وہ جوز میں و آسمان کا خالق اور بے انہتا قدر توں اور طاقتوف کا مالک ہے وہ اخیر میں ایسا بد نصیب اور کمزور اور ذلیل حالت میں ہو چائے کہ شریانسان اس کو ہاتھوں میں مل ڈالیں۔

مرزا صاحب کا کھنہ کے

اسلام----- نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا (عیسیٰ علیہ السلام) نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نومہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گناہ گار جسم سے جو بنت سبیع اور تمہارا حباب جیسی حرام کا رعناؤں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابہیت کا حصہ رکھتا تھا۔ خون اور ہڈی اور گوشت کو

حاصل کیا۔ بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو بیماریوں کی صعبویتیں ہیں، جیسے خسرہ، چیچک، دانتوں کی تکالیف وغیرہ وہ سب اٹھائیں۔ اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر مت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی۔ مگر چونکہ دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں اس لیے دعوے کے ساتھ ہی پڑا گیا۔

ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ (اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے خدا عیسیٰ کی طرح) کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نوماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کی پیشتاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشتاب کرتا اور تمام دکھاں فانی زندگی کے اٹھاتا ہے۔ اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اٹھا کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے۔ (نوعذ باللہ من ذا کم از مؤلف)
(ست پچھن صفحہ 173-174، روحانی خزانہ جلد نمبر 10 صفحہ 297-298 از مرزا)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ غرض وہ (یعنی مسح علیہ السلام) اپنے خدا ہونے کا نشان دکھانا ہے۔ بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پا کر..... وہ ذلت اور رسوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے ہیں جو بد قسمت اور بے نصیب کہلاتے ہیں۔ اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشتاب کی بدر رو ہے پیدا ہو کر ہر قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وار کر لیا اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ پیٹا پاپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہو، اور پھر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک شہ ہونے کا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کر لیا۔ اور پھر درصورتیکہ وہ عاجز بندہ خواہ خواہ خدا کا پیٹا قرار دیا گیا۔
(براہین احمد یہ صفحہ 440، روحانی خزانہ جلد 1 صفحہ 440 از مرزا صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ وہ (مسح ابن مریم) ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا۔ مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے، تولد پا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا۔
(براہین احمد یہ صفحہ 441، روحانی خزانہ جلد 1 صفحہ 441 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عیسائیوں) آپ کو یاد ہو گا کہ آپ کے خدا صاحب تھوڑی سی بھوک کے عذاب پر صبر نہ کر کے کیوں کرانجیر کے درخت کی طرف دوڑے گئے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ درخت ان کا یا ان کے والد صاحب (یعنی اللہ تعالیٰ) کی ملک میں سے تھا۔ پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہ آسکا۔ اور پیٹ کو جھینٹ چڑھانے کے لیے اس کی طرف دوڑا گیا، وہ خدا تو کیا بلکہ بتقول آپ کے فرد اکمل بھی نہیں۔

(روحانی خزانہ جلد نمبر 9 صفحہ 446، نور القرآن نمبر 2 صفحہ 71، ازمرزاصاحب)

مسح کی وادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔ ہم تو سوچ کر تھک گئے اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا۔ کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں، نانیاں اس کمال کی ہیں۔ (روحانی خزانہ جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 394، نور القرآن جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 19، از مرزا)

مرزا صاحب کا کھنہ کے

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاپید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہو گی۔

(روحانی خزانہ جلد نمبر 11 انجام آئھم صفحہ 291 از مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ

تکبر، خود بینی جو تمام بدیوں کی جڑ ہے، وہ تو یوسع صاحب کے حصہ میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس نے آپ خدا بن کے سب نبیوں کو رہنار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ اقرار بھی اس کے کلام سے نکلتا ہے کہ وہ خود بھی نیک نہیں۔ مگر افسوس کہ تکبر کا سیلاپ اس کی تمام حالت کو برپا کر گیا ہے۔ کوئی بھلا آدمی گذشتہ بزرگوں کی مدد نہیں کرتا۔ لیکن اس نے پاک نبیوں کو رہنزوں، بہمناروں کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس کی زبان پر دوسروں کے لیے ہر وقت بے ایمان حرام کا لفظ چڑھا ہوا ہے۔ کسی کی نسبت ادب کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ کیوں نہ ہو خدا کا فرزند جو ہوا۔

(معیار المذاہب صفحه 26-27، روحانی خزانہ جلد 9 صفحه 484-485 از مرزا صاحب)

مرزا صاحب کا کھنہاں کے

یہوں اس لیے اپنے تیس نیک نہیں لکھ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبائی ہے اور یہ خراب چال چلنے والے خدائی کے بعد پلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک نتیجہ ہے۔

(روحانی خزانہ جلد نمبر 9 صفحہ 485 معيار المذاہب صفحہ 27، ازمز اصحاب)

مرزا صاحب کا کھنہاں کے

جن کے پیشوں نے خدا کہلا کر پھر شیطان کی پیروی کی یعنی اس کے پیچھے ہولیا ان کا شیطان کو سجدہ کرنا کیا بعید تھا۔
(روحانی خزانہ جلد نمبر 9 صفحہ 475، معیار المذاہب صفحہ 17، از مرزا صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ

دیکھو وہ (یعنی یسوع مسیح) کیسے شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا، حالانکہ اس کو جانا مناسب نہ تھا اور غالباً یہی حرکت تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ایسا نادم ہوا کہ ایک شخص نے جب اسے نیک کہا تو اس نے روکا کہ کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ حقیقت میں ایسا شخص جو شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا کیونکہ جرات کر سکتا ہے کہ اپنے تینیں نیک کہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ یسوع نے اپنے خیال سے اور بعض اور باتوں کی وجہ سے بھی اپنے تمیں نیک کہلانے سے کنارہ کشی ظاہر کی۔ مگر افسوس کہ اب عیسائیوں نے نہ صرف نیک قرار دے دیا۔ بلکہ خدا بنا رکھا ہے۔

(ست پن صفحہ 169، مندرجہ روحانی خزانہ جلد 10 صفحہ 293، از مرزا صاحب)

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے۔ اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں عیسائی تو انکی خدائی کو رو تے ہیں۔ مگر یہاں تو نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی۔

(اعجاز احمدی صفحہ 17، مندرجہ روحانی خزانہ جلد نمبر 19 صفحہ 121 از مرزا)

نااظرین کرام! آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، آپ کی والدہ ماجدہ کا مقام معلوم کر لیا ہے۔ اور مرزا صاحب نے آپ اور آپ کی اماں جان کی سیرت کا جو نقشہ کھینچا ہے، وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں رہا۔ پھر مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے رد کا جوانہ از اختیار کیا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی کی توہین کرنے والا نبی تو کجا ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

احمدی دوستو! آدمی چار روپے کا مٹی کا پیالہ خریدتا ہے تو اسے اچھی طرح الگی سے بجا کے دیکھتا ہے کہ کہیں یہ کچایا ٹوٹا ہوا تو نہیں۔ کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ جہاں ایمان کے سودے ہوں وہاں آنکھیں بند کر کے کسی کی ہربات قبول کر لے۔ میرے پاس آؤ یا مجھے اپنے گھر بلاو۔ میری سنواور سمجھنے کی خاطرا پنی سناو۔ گفتگو اچھے ما حول میں ہستے ہستاتے چائے کی پیالی پیتے پلاتے ہو گی اور ہو گی بھی انشاء اللہ موضوع پر۔ ایک مرتبہ پھر تفصیل سے سن لیں (1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں (2) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا (3) جناب مرزا صاحب نہ ولی ہیں (4) نہ مجدد ہیں (5) نہ مجتهد ہیں (6) نہ محدث ہیں (7) نہ مثیل مسیح ہیں (8) نہ مسیح موعود ہیں (9) نہ مسیح معہود ہیں (10) نہ مہدی ممعہود ہیں (11) نہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں (12) نہ خدا ہیں۔

احمدی دوستوا! مرزا صاحب اپنے تمام دعوؤں میں جھوٹے ہیں۔ مرزا صاحب نے جتنی پیشین گوئیاں دعویٰ کے ساتھ کی تھیں کہ یہ پوری نہ ہوئیں تو میں جھوٹا ہوں کذاب ہوں دجال ہوں لعنتی ہوں، ان میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ (1) مرزا صاحب نے کہا تھا عبد اللہ آنحضرت پندرہ ماہ کے اندر مرچائے گا، وہ نہیں مرا (2) مرزا صاحب نے کہا تھا مولوی شاء اللہ میرے سامنے مرے گا، وہ نہیں مرا بلکہ مرزا صاحب اس کے سامنے مر گئے (3) مرزا صاحب نے کہا تھا عبد الحکیم میرے سامنے مرچائے گا، وہ نہیں مرا بلکہ مرزا صاحب سامنے مر گئے (4) مرزا صاحب نے کہا طاعون قادیان میں نہیں آئیگی لیکن طاعون قادیان میں اس زور سے آئی کہ مرزا صاحب کو قادیان چھوڑ کے بھاگنا پڑا (5) مرزا صاحب نے کہا تھا کہ جب تک مجھے اللہ کا نبی، رسول ساری دنیا نہیں مان لے گی طاعون نہیں جائے گی لیکن ہزار میں ایک نے بھی مرزا صاحب کو نہیں مانا تھا کہ طاعون رخصت ہو گئی (6) مرزا صاحب نے کہا تھا کہ محمدی بیگم سے میری شادی نہ ہوئی تو میں جھوٹا ہوں، دجال ہوں لیکن محمدی بیگم سے مرزا صاحب کی شادی نہیں ہوئی (7) مرزا صاحب نے کہا تھا کہ کسی بیوہ عورت سے میری شادی ہو گی لیکن مرزا صاحب کی کسی بیوہ سے شادی نہیں ہوئی۔

دوستوا! یہ میں نے جو کہا ہے، یہ ساری باتیں مرزا صاحب کی کتابوں سے ثابت کروں گا۔ دراصل آپ کو مریٰ صاحبان نے اندر ہیرے میں رکھا ہوا ہے۔ اگر آپ نے میری باتیں جو مرزا صاحب کی کتابوں سے بھی عرض کروں گا، غور سے سئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی سمجھ میں ضرور آ جائیں گی۔ میری باتیں سن کر 27 احمدیوں نے احمدیت سے توبہ کر لی ہے۔ آخر وہ جاہل تونہ تھے۔ اگر آپ چاہیں تو کسی اپنے مریٰ صاحب سے میری بات کر دیں۔ میں مریٰ صاحب سے بھی بات کرنے کو تیار ہوں۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

اپیل: مرزا صاحب نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ہماری احمدی حضرات سے درخواست ہے کہ غیر جانبدار ہو کر غور کریں کہ مرزا صاحب کو نبی ماننے والے اور ان کو جھوٹا ماننے والے کیا دونوں مسلمان ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہر گز نہیں کیونکہ مسلمان ہونے کے لئے تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے۔ لہذا ثابت یہ ہوا کہ دونوں میں صرف ایک مسلمان ہے دوسرا نہیں۔ لہذا ب مسلمان ہونے کا مدار فیصلہ اس بات پر ہوا کہ آیا مرزا صاحب نبی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ آپ میں اور ہم میں صرف یہی ایک جھگڑا ہے۔

ہماری احمدی حضرات سے گزارش ہے کہ اگر وہ خود مرزا صاحب کی کتابوں روحانی خزان، مفہومات اور مجموعہ اشتہارات کو غور سے اور غیر جانبدار ہو کر پڑھیں اور ان کا موازنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور احادیث نبویہ سے کریں گے تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ مرزا صاحب کی باتیں تضادات، کفر، جھوٹ، مکاری، دعا بازی اور دجل و فریب سے بھری ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب کے کردار اور شخصیت کو پڑھیں۔ ان کی اپنی کتب اور ان کے صاحبزادگان کی کتب اور ان کے اصحاب کی کتب کے مطالعہ سے آپ کو بہت کچھ نظر آئے گا لیکن وہ کتابیں نہیں جو جماعت احمدیہ آپ کو پڑھانا چاہتی ہے بلکہ وہ کتابیں پڑھیں جو جماعت احمدیہ غلطی سے شائع کر چکی ہے اور اب اس کو چھپائے پھر رہے ہیں مثلاً سیرت المہدی کلمۃ الفصل وغيرها۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ان کتابوں کو غیر جانبداری سے پڑھ کر آج تک ایک بھی شخص احمدی نہیں ہوا ہاں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ ان کتابوں کو پڑھ کر احمدیوں کی آنکھیں کھل گیں اور دائرة اسلام میں داخل ہو گئے۔

احمدی حضرات بتائیں کہ آپ کو آخر کس چیز کی مجبوری ہے کہ ایک جھوٹے شخص کے پیچے لگ کر اپنوں سے کٹ گئے ہو۔ اللہ پاک کو راضی کرنے کی بجائے جماعت احمدیہ کے عہد پیداروں اور ایک خاندان کی رضا اور خواہش کو ماننے پر مجبور ہو۔ اس خاندان نے خدا کے نام سے تمہارا ایمان، خاندان، اولاد عزت و آبرو، وقت، مال، جائیداد غرضیکہ ہر چیز پر قبضہ کر کے ٹھیک مزاروں کی حیثیت دی ہے۔ تم سے زکوٰۃ کی بجائے ہر قسم کے ذاتی، جماعتی، سماجی اور نفسیاتی حرбے استعمال کر کے ٹھیک مزاروں کے جنمے چندے وصول کئے جاتے ہیں اور یہ خاندان خود چندوں سے مستثنی ہے۔ اپنے ایمان سے کہو جتنی بیعتوں کے دعوے ہر سال کئے جاتے ہیں اس کا ہزارواں حصہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا؟ جھوٹی قسموں، جھوٹی پیشگوئیوں اور مال و زر کی خواہش والے انگریز کے اس خود کا شہزاد خاندان سے اپنی جان چھڑاؤ اور اپنی اور اپنے خاندان کی عاقبت خراب ہونے سے بچاؤ۔

ہماری احمدی حضرات سے اپیل ہے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے لیکن اصل اور ہمیشہ کی زندگی آخرت کی ہے۔ اس کی فکر کرتے ہوئے مرزا صاحب کے عقائد سے بریت کا اعلان کرتے ہوئے دائرة اسلام میں داخل ہو جائیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی غلامی میں آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مصنوعی عزت کے بدے اصل عزت سے نوازے گا کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ آپ کے خوف کو امن اور آزادی میں بدل دے گا اور روز قیامت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تے آپ کا حشر ہو گا۔ اگر کوئی شبہات باقی ہیں تو انہیں دور کرنے کیلئے ہمارے ساتھ رابطہ فرمائیں تاکہ آپ کے ذہن کو مطمئن کیا جائے۔ اللہ پاک آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔